

ہفت روزہ

خُلاصۃ الدین

ترجمہ و تفسیر
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امجد علی
شیراز آباد دہلوی لاہور

۲۷ مئی ۱۹۶۰ء

یہ ایک از مطبوعہ است از خزانہ خُلاصۃ الدین لاہور

مدنہ حارہ

حالت

خفت لاراشدہ

کفایت جہاں چاہیے وہاں کفایت
نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت

جھکا حق سے جو جھک گئے اس سے وہ بھی

لاحق سے جو ک گئے اس سے وہ بھی

وہ ہمہ جہاں یوں جو خیر اور خیر تھا
خلافت کا جب تک کہ قائم نہیں تھا

نبوت کا یہ ابھی رہا نہیں تھا
سماں خیر و برکت کا ہر دم فزوں تھا

عدالت کے زور سے تھے مسخرین

پھلا اور پھولا تھا احسان کا گلشن

سعادت برسی اس زمانہ کی یہ تھی
کہ جھکتی تھی دولت نصیحت پر سب کی

نہ کرتے تھے خود قول حق سے خوشی
نہ لگتی تھی حق کی انہیں بات نہ کڑی

ظالموں سے جہاں تھے بند آقا

خلیفہ سے لڑتی تھی ایک ایک ٹھٹھا

ہوئے نہ کہا تھا انہیں خضر امت
جنہیں غلہ کی کل چپ کی تھی نشانت

مسلم تھی عالم میں جن کی عدالت
راہ حق حق سے تھی تخت خلافت

وہ پھرتے تھے داؤں کو چپ چپکھڑ

کہ شہزادے اپنا کہیں عیب سن کر

مگر ہم کہیں دام و درہم سے بہتر
نہ ظاہر کہیں ہم میں غوی نہ مضر

نہ اقران و امثال ہیں ہم موقر
نہ اجداد و اسلاف کے ہم میں جو ہر

نصیحت سے ایسا بولتے ہیں

کہ گویا ہم اپنے کو چھپاتے ہیں

بلائے دالے اگر دست و پاؤں
جہاں علم حکمت سے ہوتا نہ خوشبو

نہ اخلاق کی جو تھی وضع ترانہ
ذوق پھیلا تاراج سکوں میں جو نہ

حقائق یہ سب غیر معلوم تھے

خدا کی کے اسرار کو تو ہم تھے

ستارہ شہادت کا تاباں نہ ہوتا
انہی علم دین کا تاباں نہ ہوتا

جد کفر سے نور ایمان نہ ہوتا
مساجد میں یوں در و در تہاں نہ ہوتا

خدا کی تہا مسجدوں میں نہ ہوتی

اذاں جا بجا مسجدوں میں نہ ہوتی

جب امت کو سب کی حق کا نفرت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت

یہی حق پر بانی نہ بندوں کی محنت
نہی کے کیا خلق کے قصہ رحلت

تو اسلام کی وارث تک تو مچھڑی

کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں شفق کی

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلام میں کے مددگار بندے

خلافت نبی کے وفادار بندے
یتیموں کے رائیوں کے غم خوار بندے

دو کفر و باطل سے بڑا رہندے

نہیں بے حق کے سر شاہ بندے

جہالت کی اس میں مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد دھار دینے والے

سر احکام دیں پوچھا دینے والے
خدا کے لگھڑا دینے والے

ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے

فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف ان میں باہم نہ کرتا
تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا

جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں نہ تھا
خلافت انہی سے خوش آئیدہ تر تھا

یہ تھی موج پہلی اس آواز کی

ہر اس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

نہ کھانوں میں تھی وہاں تکلف کی کلفت
نہ پوشش سے مقصد تھی زیب و زینت

ایمراؤں کی تھی ایک صورت
فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت

لگایا تھا مالی نے اک بارغ ایسا

نہ محتاج میں چھوٹا نہ کوئی پودا

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان
ہو گئے کا جیسے نگہبان چوپاں

سمجھتے تھے ذوق و مسلم کو یکساں
نہ تھا عہد و عین تفاوت نمایاں

کنیز ادا بنو تھی آپس میں ایسی

نہ آدمیوں میں جا ہی نہیں ہونے لگی

روح میں تھی وہ اور جہاں ان کی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی

بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
نہ نصیحت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی

جہاں نہ دیا نرم نہ کرنا گئے وہ

جہاں نہ دیا گرم نہ کرنا گئے وہ

ہفت روزہ خدام اللہ لاہور

جلد (۶) جمعۃ المبارک ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۶ مئی ۱۹۷۹ء شمارہ (۳۷)

دوستی

لندن میں دولت مشترکہ کے دربارے
اعظم کی کانفرنس ختم ہو گئی۔ کانفرنس میں
مختلف مسائل پر بحث کی گئی۔ اس کے
اختتام پر لندن سے ایک مشترکہ اعلان شائع
کیا گیا جس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش
کی گئی ہے کہ زیر بحث امور کے متعلق
منہویں میں کوئی اختلاف رائے نہیں
ہوا۔

کانفرنس کے دوران جو خبریں آتی رہی
تھیں۔ ان سے معلوم ہوتا تھا کہ جنوبی
افریقہ کی سفید فام حکومت کی نسلی امتیاز
کی پالیسی کے بارے میں ملایا کے وزیر اعظم
اور جنوبی افریقہ کے مندوب میں اتنا شدید
اختلاف ہو گیا تھا کہ اول الذکر ایک جلس
سے واک آؤٹ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اگرچہ
نسلی امتیاز کی پالیسی پر کسی ملک سے
بھی اظہارِ تشدد کی نہیں کیا۔ لیکن سب
سے زیادہ غم و غصہ کا اظہار ملایا کے وزیر
اعظم ہی نے کیا۔

اس کار اذی و آند و مرداں چیں کند
یہ ان کی صاف گوئی ہی کا نتیجہ ہے مشترکہ
اعلان میں نسلی امتیاز کی پالیسی کی مذمت
کی گئی ہے۔ اور دولت مشترکہ کے دربارے
اعظم نے جنوبی افریقہ کی حکومت سے صاف
صاف کہہ دیا ہے کہ اگر جنوبی افریقہ نے
نسلی امتیاز کی محوودہ پالیسی پر نظر ثانی نہ
کی تو اس ملک کے جمہوریہ بن جانے کے
بعد اسے دولت مشترکہ کے ممبر کے طور پر
قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس وقت
جنوبی افریقہ کا درجہ ایک نو آبادی کا ہے
اور اس حیثیت سے اسے دولت مشترکہ
سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔

جنوبی افریقہ کے مندوب کا کہنا ہے
کہ یہ سلام معاملہ ہمارا گھریلو معاملہ ہے کسی
بیرونی حقائق کو عام اس سے کہ وہ دولت

مشترکہ کی برادری سے تعلق رکھتی ہو یا نہ۔
کون حق نہیں پہنچتا کہ اس میں دخل دے۔
تعب ہے کہ آج کل کی تہذیب دنیا رنگ
و نسل کے امتیاز کے معاملے میں اس مقام
سے ذرہ برابر آگے نہیں بڑھی جہاں شرکین
مکہ یا ان سے قبل فراعضہ مصر کھڑے تھے۔
ظاہر ہے کہ جنوبی افریقہ کے ارباب
اعتبار اعلیٰ تعلیم سے آراستہ ہوں گے
انھوں نے تاریخ، معاشیات اور سیاسیات
کا بھی مطالعہ کیا ہوگا۔ وہ روزِ سلطنت سے
بھی واقف ہیں وہ شاہی درباروں کے آداب
بھی جانتے ہیں۔ وہ سیاست کے داؤ پیچ
سے بھی نااہل نہیں لیکن بد قسمتی سے اسی نظام
پر آکر ٹھیک کئے ہیں۔ جہاں ان سے قبل
ان سے زیادہ وہ عقل و لے سیاست دان آؤ
زیادہ سادہ و سادہ رائے شہنشاہ بھٹک گئے
تھے۔

رنگ و نسل کا امتیاز ان خرابیوں میں
سے ایک خرابی ہے۔ جو معاشرے میں فساد
پیدا کرتی ہے۔

جو کچھ امتیاز رنگ و نسل میں جا
تربخشا ہو یا اعرابی والا گھر
انسان کی آنکھ پر تعصب کی پٹی بندھ جائے
تو اس کی نگاہ میں صحیح معیار صحیح نہیں
ہوگا۔ دولت کی تقسیم، عہدوں کی تفویض
ترقی کے مواقع، گزرتے کے لحاظ اور
اٹھانے کے دھنگ سب کے سب نسلوں
اور رنگوں کا کرشمہ بن جاتے ہیں۔ ایک انسان
کو دوسرے سے افضل و برتر اس بنا پر سمجھا
جائے کہ ایک کا رنگ دوسرے کے رنگ
سے زیادہ سفید ہوتا ہے، یا ایک کی نگاہ
میں اس حد اعلیٰ کا خون نہیں۔ ہوتا۔ جو
دوسرے کی نگاہ میں ہوتا ہے۔

پیغمبرانِ خدا آتے رہے اور انسان کو
اس کی اس حاکم حکمتِ عملی کے بتانے

سے متنبہ کرتے رہے۔ جہاں جہاں ان
کی آواز پر دھیان دیا گیا معاشرہ سنبھلتا
گیا اور جہاں جہاں ان کی آواز بھٹکائی
گئی۔ وہیں تباہی اور بربادی آئی۔ اور پھر
انہیں لوگوں نے اٹھ کر شہنشاہوں کے
سرہون پر سے تاج اُدار لئے جن کی کھال
صدیوں تک محض اس لئے بھتیجی رہی

کہ وہ خوش رنگ نہیں تھی۔
ملاحظہ کیجئے کہ آج سب سے اذیتوں کو ان
کے دس کے اندر گولیوں کا نشانہ بنایا جا
رہا ہے اور کل افریقہ کا ایک اتنا سا سیاہ
خام باشندہ یورپ میں سردارانِ مہم کی
آنکھوں کا نشانہ تھا۔ آج کا افریقی مقہور
و مظلوم ہے کل کا افریقی ممتاز و مخترم تھا
سینا بلال جیسے تجھڑے۔ تڑپیں مکہ
ان کی راہ میں آنکھیں بچھلتے۔ اس لئے
کہ تکویم و تخریم کا معیار جڑے کا رنگ
نہیں تھا۔ بلکہ دل کی پائنتی تھی۔ یہ
قرآن حکیم کا بھارت تھا کہ اس کی ایک
مختصر سی کہت نے دنیا کے غلط معاشیات
اور اختلافات کا رخ بدل دیا۔ اس کے
نزدیک تکرم و ہی ہے جو زیادہ متغی
ہے۔ قرآن کی تقسیم کو قرآن مجید محض لغات
کا ایک فروغ بتلایا ہے۔ اس سے زیادہ
اس امتیاز و تفریق کی کوئی حیثیت نہیں
جس تک انسان کی گردن اطاعت قرآن
کی اس حکمت افزائی آیت کے سامنے
نہیں جھکتی۔ انسانیت، قبول میں و طزل
میں، نزول میں اور نسلوں میں بٹی ہے
گی۔ اور خدا کی یہ وسیع و عریض دنیا اس
پر پرستور رنگ رہے گی۔

تکلیف دہ

جہاں ذریعہ تعلیم ہے یہ تکلیف دہ انگشت
کہا ہے کہ جہاں نئی حکومت اس وقت تک
آٹھ کوشل کو سات لاکھ روپیہ دے چکی ہے
اور اُسے مزید چار لاکھ روپیہ دیا جائے گا
جس سے کمزور اور دوسرے فزول لطیفہ کو
خزوع دیا جائے گا۔

یہ انگشت ملک و قوم کے ہر خواہ کو
خون کے لٹولانے کے لئے کافی ہے۔ علامہ اقبال
رحم کو پاکستان کے نظریہ کا بانی سمجھا جاتا ہے
لیکن ان کی تعلیمات کی حکم ٹھلا خلاف درزی
کی جارہی ہے وہ فریاد ہیں۔

آج کل کو بتاؤں میں تقدیر نامہ کیا ہے
تشریف و سال اول طاس و درباب آخر

الحائز السورۃ علیہ السلام

نظر کی سنتوں کا ثواب

عَنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَعْضَ قَسَمِ الظُّلَمِ بَعْضُ الدَّوَالِ رَحْسَبٍ يَمْتَلِئُ فِي صَلَوةِ التَّحْجِيرِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللَّهَ وَتِلْكَ السَّاعَةِ ثُمَّ قَسَمًا يَمْتَلِئُ ظِلْمًا عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّامِلِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَهُوَ دَاخِرُونَ دَرَاهِ التَّحْمِيدِ وَالْبَهْمِي رَفِ شَعْبُ الْإِنْسَانِ

ترجمہ۔ عرض کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ غم سے بچنے کے لئے اگر بعد چار رکعتیں ہیں۔ جن کو حساب میں متحیر کی نماز کے برابر شمار کیا جاتا ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس وقت خدا کی تسبیح نہ کرے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ بِحَمْدِهِ ظِلْمُ اللَّهِ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّامِلِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَهُوَ دَاخِرُونَ۔ یعنی پھر میں نے اسے ہر چیز کے دائیں جانب اور بائیں جانب سجدہ کرتے ہوئے اللہ کے لئے اور وہ ذلیل ہیں۔

عصر کے بعد کے نوافل

عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ لُفْلُفٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ التَّكْوِيعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يُخَصِّرُ إِلَّا يَدِينِ عَلَى صَلَوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى عَصْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ كَبَدَ صَلَوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ أَوَّكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا قَالَ كَانَ يَدَا يَصَلِّيَهُمَا قَلَمًا يَأْمُرُنَا ذَلِكَ يَهْتَمُّ (ردہ اہل)

ترجمہ۔ مختار بن لفلوف نے کہا میں نے انس بن مالک سے عصر کے بعد کی رکعتوں کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ عمر اس شخص

کے ہاتھوں پر ضرب لگاتے تھے جو عصر کے بعد نماز پڑھتا تھا۔ یعنی آپ منع فرماتے تھے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے۔ حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آفتاب غروب ہو جانے پر مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ پھر کہا میں نے الزہری سے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھتے دیکھتے تھے اور نہ تو منع فرماتے تھے اور نہ حکم دیتے تھے۔

تہجد کی نماز کا بیان

عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ فِيهِ بَيْنَ أَنْ يَضْرُعَ فِي صَلَوةِ الْفَجْرِ إِلَى الْفَجْرِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ يُسَلِّمُهُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُؤْتِي بِهَا حِدَةً فَيُصَلِّيُ السَّجْدَةَ مِنْ خِلَافِ ذَلِكَ قَدْ صَافَّرَ أَحَدُ كُتُبِ كَتَمِيْنِ آيَةً قِيلَ إِنَّ كِتَابَهُ خَازِنًا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ مِنْ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَبَنَيْنَ لَهُ الْفَجْرَ كَامَ فَكَرَحَ رَكْعَتَيْنِ خَلْفَتَيْنِ ثُمَّ أَصْبَحَ عَلَى فُجْرِهِ إِلَّا يَسُونِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْبُكُورُ لِلْإِقَامَةِ فَكَذَلِكَ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز کے بعد فجر تک کے درمیانی وقت میں گیارہ رکعت نماز پڑھتے اور ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر کی اسی میں شامل کر لیتے۔۔ یعنی گیارہ رکعت اور وتر کی اس رکعت میں اتنا سہا سجدہ کرتے۔ چوتھی دہر میں تم سے کوئی پیاسا ہو نہیں پڑے۔ پھر جب مؤذن فجر کی نماز سے فارغ ہوتا اور صبح کی روشنی پھیل جاتی تو آپ کھڑے ہو جاتے اور دو ہلکی رکعتیں فجر کی سنتیں پڑھتے۔ پھر اپنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس نماز کی خبر کھنے کی اجازت حاصل کرتے۔

اور آپ نماز کو تشریف لے جاتے۔

فجر کی دو سنتوں کا بیان

عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ الْفَجْرِ قَامَ ثَلَاثَ مُسْتَفِظَةٍ حَدَّثَنِي وَابْنُ أَبِي شَلْبَةَ (ردہ اہل)

ترجمہ۔ عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنتیں پڑھ چکے۔ تو دوسری کروٹ پر لیٹ جاتے یعنی قبلہ رخ تہجد کی کتنی رکعتیں ہیں

وَعَنِ مُسْرُوقٍ فِي كَلِّ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَوةَ الْفَجْرِ وَكُنْتُ وَابْنُ أَبِي شَلْبَةَ حَدَّثَنِي رَكْعَتَيْنِ يَسُوْنِ رَكْعَتَيْنِ الْفَجْرِ (ردہ اہل)

ترجمہ۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کا سوال کیا۔ یعنی آیت کتنی رکعتیں پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ بھی سات رکعتیں کہی اور کہی گیارہ۔ علاوہ فجر کی دو سنتوں کے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ شِئْتُ كَأَنَّكَ تَفْعَلُ هَذِهِ أَلَا وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَأَى الشَّيْءُ كَوْرَتْ (ردہ اہل)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ پوچھے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا مجھ کو سورہ ہود اور سورہ واقعہ۔ سورہ مزلات اور سورہ عم یسار لون اور سورہ النکور نے بوڑھا کر دیا ہے۔

عَنِ أَنَسِ قَالَ أَكُنْتُ تَعْلَمُ لَوْ لَقَا لِي لَقْتُ فِي أَجْنَبِيٍّ مِنْ الشَّيْءِ جَاءَ لَقْدَ حَاكِلِي عَقِبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْمَوْفِقَاتِ بَعْنِ الْمَوْلَاتِ (ردہ اہل)

ترجمہ۔ حضرت انس سے روایت ہے۔ کہا تم ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے باریک ہیں (یعنی بہت معمولی) لیکن ان کاموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہلاک کرنے والے کاموں میں شمار کرتے تھے۔

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ الفکر مولانا احمد علی صاحب دارالعارفین شریعالامور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَكَفَى وَكَسَلَكُمْ عَلَى عِبَادَةِ الَّذِينَ احْطَرُوا الْفَعْلَ

اللہ تعالیٰ کس قسم کے انسانوں کو پسند کرتا ہے اور
کس قسم کے انسانوں کو پسند نہیں کرتا
پہلے حصہ کے عنوان

یہاں

وَاتَّقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تَقْلُوا
بِأَيْدِيكُمْ إِلَى الْفُتُورَةِ ۖ وَاجْتَنِبُوا
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (سورۃ البقرہ
ع ۲۳-۲۴) ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں
خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے
ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو
بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو
دوست رکھتا ہے۔

حاصل

مذکورہ الصدر ایت سے حاصل یہ نکلا
کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے
سے تم عذاب الہی سے بچ جاؤ گے۔
اور نیک کام کرنے والوں کو اللہ پسند
کرتا ہے۔

دوسرا

وَكَايُنَ تَنْ حَتَّى تَقْتُلَ مَحَا
رَبِّكُمْ كَيْفَ تَكُونُ كَمَا وَكَلُوا إِيْمَا
أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَصَا
حَتَّى تَكُونُوا وَصَا أَشَدَّ كَلَامًا وَكَانَ يَحْيَى
الضَّرِيَّةِ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۷۵)
ترجمہ۔ اور کبھی نبی ہیں۔ جن کے
ساتھ ہو کہ بہت اللہ والے لڑے ہیں
پھر اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچے پر نہ
ہارے ہیں اور نہ شکست ہوئے ہیں۔
اور نہ وہ دیے ہیں اور اللہ ثابت
قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

تیسرا

كَيْتَا رَحْمَةً مِنَ اللَّهِ لَئِنْ كُنْتُمْ لَكُمْ

جو تھا

اللہ تعالیٰ انصاف کے خیر الوں کو پسند کرتا ہے
وَأَنَّ حَكَمْتَ قَامَكُمْ بَيْنَهُمْ
يَا قَسِطَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝
(سورۃ المائدہ ع ۶۴) ترجمہ۔ اور اگر
تو فیصلہ کرے تو ان میں انصاف سے
فیصلہ کرے بے شک اللہ تعالیٰ انصاف
کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

پانچواں

آپ کی تابعداری کرنے سے اللہ تعالیٰ
محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور گناہ
سب معاف فرما دیتا ہے قُلْ إِنْ
كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ
اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ
غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۳۲)
ترجمہ۔ کہہ دو۔ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے
ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ
محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔

ششم

اللہ تعالیٰ عزت کی نگاہ سے اس
شخص کو دیکھتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لفتن قدم پر چلے العلم حکام
آئین یا اللعالمین

چھٹا

وَلَا تَقْرَبُوا مَنَ حَتَّى يَطْهَرُوا ۚ
فَإِذَا طَهَّرْتُمْ فَادْهَبُوا مِنْ حَيْثُ
أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ
وَالْحَيُّ الْمُنْتَظَرُ ۚ (سورۃ البقرہ
ع ۲۸-۲۹) ترجمہ۔ اور اللہ (معبودوں)
کے پاس منت جاؤ۔ یہاں تک پاک
ہوئیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو
ان کے پاس جاؤ۔ جہاں سے اللہ نے
تمہیں حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ توبہ
کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور
جہت پاک رہنے والوں کو دوست
رکھتا ہے۔

ساتواں

وَمَنْ أَهْلَ الْكِتَابِ مِنْ رَجُلٍ تَأْمَنُ
بِقَوْلِهِ فَوَدَّى إِلَيْكَ ۚ وَهُمْ
إِنْ كَانَتْ يَدُكَ عَلَيْهِمْ لَا يَمْسُوكَ
إِلَّا أَفْئِدَةً مِمَّا عَصَوْكَ وَهُمْ

وَلَوْ كُنْتَ ظَافِرًا عَلَيْهِ الْقُلُوبُ لَا
الْفَتْحُ مِنْ حَوْلِكَ ۚ قَامَتْ عَنْهُمْ
وَأَشَدَّ حَزَنًا لَكُمْ وَشَاوَدَكُمْ فِي الْأَمْرِ فَلَا
عَزَمَتْ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ
اللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ (سورۃ آل
عمران ع ۱۵۷) ترجمہ۔ پس اللہ کی محبت
کے سبب سے تو ان کے لئے نرم ہو
گیا اور اگر تو تند ہو اور سخت دل ہوتا
تو البتہ تیرے گرد سے بھاگ جاتے۔
پس انہیں صاف کر دے اور ان کے
واسطے بخشش مانگ۔ اور کام میں ان
سے مشورہ لیا کر۔ پھر جب اس کام
کا ارادہ کر چکا تو اللہ پر بھروسہ کر
بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو
پسند کرتا ہے۔

الحاصل

آپ نرم دل ہیں۔ اس لئے یہ
حضرات صحابہ کرام آپ کے ساتھ چل
رہے ہیں اور اگر آپ تند و سخت
دل والے ہوتے تو آپ کے پاس یہ
وہ نہ سکتے۔

عبرت

بڑے آدمی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ
سب سے زیادہ موٹا اور سب سے زیادہ
وزنی ہو۔ بڑا آدمی وہ ہے جو سب سے
زیادہ تحمل مزاج ہو۔ لوگوں کے عیوب
کو معلوم ہونے کے باوجود ان کو چھپائے
ایسے شخص کی ہر ایک دل میں محبت
پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شخص اس کی عزت
کرتا ہے۔

ذَالِكُمْ بِمَا قَالُوا كَلِمَاتٍ عَلِيمَاتٍ
اَلَمْ يَكُنْ لَهُ سُلْبٌ مِّنْ لَّدُنْكَ وَ هُوَ يَكْفُلُوْنَ عَلٰى
لِلّٰهِ السُّكُوْنُ وَ هُوَ يَكْمُلُوْهُ وَ بَلٰى
مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ فَكَفٰى بِكَ اَللّٰهُ
يُحْيِي الْمَيِّتِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ص ۳۶)
ترجمہ۔ اور اہل کتاب میں بعض ایسے
ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک دمیر
مال کا امانت رکھے تو وہ تجھ کو ادا
کر دیں اور لیسنے ان میں سے وہ ہیں کہ
اگر تو ان کے پاس ایک اشرافی امانت
رکھے تو بھی تجھے واپس نہیں کریں گے۔
ہاں کہ جب تک ان کے سر پر ظلم ہے
یہ اس واسطے ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ
ہم پر ان پر ظلم لوگوں کا حق لینے میں
کوئی گناہ نہیں اور اللہ پر وہ جو بحث
بولتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ گناہ
کیوں نہ ہوگا۔ جس شخص نے اپنا عہد پورا
کیا اور اللہ سے ڈرا۔ تو بے شک
پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

خطبہ کا دوسرا حصہ
اللہ تعالیٰ کس قسم کے انسانوں کو پسند نہیں کرتا
اس کے متعدد دشواہد

پہلا
وَمِنَ النَّاسِ مَن يُّعْبَدُ ثُلُوْمًا
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَنْتَهِدُ اَللّٰهُ
عَلٰى مَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَ هُوَ اَكْبَرُ الْغُسٰمِ ۝
(سورۃ البقرہ ۲۵-۲۶) ترجمہ۔ اور بعض ایسے
بھی ہیں۔ جن کی بات دنیا کی زندگی
میں آپ کو بھی معلوم ہوتی ہے اور وہ
اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا
ہے۔ حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔

حاصل
ہائیں تو وہ بظاہر ایچی کرتا ہے اور
آپ کو اس کی باتیں بھی سبھی معلوم ہوتی
ہیں۔ مگر اندرونی حالت اس کی یہ ہے
سامانیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ۔
مولانا شبیر احمد صاحب اس کیت دہر
لکھتے ہیں۔ یہ سال ہے منافق کا کہ
ظاہر میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ
کرے کہ میں سچا ہوں اور میرے دل
میں اسلام کی محبت ہے اور جھگڑے
کے وقت کمی نہ کرے اور قابو پاوے
تو لوٹ مار مچاوے اور منہ کرنے سے

اس کو زیادہ ضد پڑے اور گناہ میں
ترقی کرے۔ کہتے ہیں۔ ایک
شخص انص بن شریک تھا۔ منافق صبح
و بلج۔ جب آپ کی خدمت میں آتا۔
تو غایت اخلاص اور محبت اسلام ظاہر
کرتا اور جب چلا جاتا تو کسی کی صحبتی
جلا دیتا کسی کے جانور کے پیر کاٹ
ڈالتا۔ اس پر منافقین کی بڑائی میں یہ
اہیت نازل ہوئی۔

دوسرا
وَ قَاتِلُوا فِیْ سَبِيْلِ اَللّٰهِ الَّذِیْ
یُّفَاتِلُوْكُمْ كَمَا تَفَعَّلُوْا وَاِلٰی اَنْ اَللّٰهُ
لَا یُحِبُّ الْمُفْعِلِیْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ۲۴)
(پ ۱)۔ ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں ان سے
لڑو۔ جو تم سے لڑیں۔ اور زیادتی نہ کرو
بیشک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا
حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
حج کے ساتھ یہ مذکور بھی ہوتا ہے۔
کہ حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے شریک
جاتے امان ہے۔ اگر یہاں دشمن کر دیں
پانا تو بھی کچھ نہ کہتا اور حج کے اہل
اور آخرت میں مینے ذی قعدہ اور ذی الحجہ
اور محرم اور یوٹھا رجب کہ وہ بھی وقت
زیارت تھا۔ یہ چار مہینے وقت امان
تھے کہ تمام ملک عرب میں راہیں جاری
ہوتیں اور لڑائی موقوف رہتی۔ اللہ تعالیٰ
ان کا حکم فرماتا ہے۔ اس بیچ میں اور
بھی لڑائی کے حکم اور ہمد کے آداب
فرماتا ہے۔ یہ جو فرمایا کہ تم سے لڑیں
ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو۔ اس
کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور
عورتیں اور بوڑھے قصداً نہ ایسے لڑنے
والوں کو ماریے۔

تیسرا
قُلْ اَسْلَمْتُ اَللّٰهُ وَ اَسْلَمْتُ لَکُمْ
کُلُّوْا فَاِنَّ اَللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُکْفِرِیْنَ ۝
(سورۃ آل عمران ۴۷-۴۸) ترجمہ۔ کہدو
اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری
کرو۔ پھر اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ
کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

چوتھا
اَحْمَنْ اَنْتُمْ بَنِیَآءَ عَلٰی تَقْوٰی
مَنْ اَللّٰهُ وَ رِضْوَانِیْ خَيْرٌ اَمَّ مَنْ
اَنْتُمْ بَنِیَآءَ عَلٰی شَفَآءِیْ هَآءِ

قَاتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اَللّٰهِ
لَا یُفَاتِلُوْكُمْ اَلْقَوْمُ الظَّالِمِیْنَ ۝ (سورۃ
الزمر ۱۳-۱۴) ترجمہ۔ عیلا جس نے اپنی
عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اسکی
رضامندی پر رکھی ہو وہ بہتر ہے۔ یا
جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک
گھائی کے کنارہ پر رکھی ہو گرنے والی
ہے۔ پھر وہ اسے دوزخ کی آگ میں
لے گری اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو
راہ نہیں دکھاتا۔

حاصل
جس شخص نے اپنی زندگی کے اعمال
کی بنیاد خوف خدا پر رکھی کہ ہر کام
میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھ
کر تمام اطمینان ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ
سے نافرمان نہ ہو جائے۔ یا وہ شخص جو
ایسی جگہ اپنے اعمال کی بنیاد رکھے جو
اسے بہن میں لے جائے۔ ان دوسرے
قسم کے ظالموں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں
بنات کے راستہ پر جوڑ نہیں لے جاتا۔

پانچواں
وَ اَعْبُدُوا اَللّٰهُ وَ لَا تُشْرِكُوْا
بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدِیْنَ اِحْسَانًا وَ
بِخِی اَللّٰهِ وَ اِلٰی خٰلِیْ وَ اَلْمَسْکِیْنِ
وَ اَلْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ اَلْجَارِ الْبَعِیْدِ
وَ اَلصَّاحِبِ بِالْجَنِبِ وَ اٰبِیْن الشَّیْطٰنِ
وَ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُكُمْ ۝ اِنَّ اَللّٰهُ
لَا یُحِبُّ مَن كَانَ مَحْضًا ۝ (سورۃ زہ
(سورۃ النساء ۷-۸) ترجمہ۔ اور اللہ کی
بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ
کرو اور ان باپ کے ساتھ نیکی کرو۔
اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں
اور قریبی ہمسایہ اور اچھنی ہمسایہ اور
پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے
غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو۔ بیشک
اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے
کو پسند نہیں کرتا۔

حاصل
یہ ہے کہ جو ذمہ داریاں اللہ تعالیٰ
نے بیان فرمائی ہیں جو شخص ان ذمہ داریوں
کو ادا کرے اپنی کسر نشان سمجھتا ہے۔
اللہ تعالیٰ ایسے مغرور و مستکبر
ادمیوں کو پسند نہیں کرتا
اَللّٰهُ لَا یُحِبُّ اَلْمُتَّعِلِّیْنَ

بہشتی اور بیوی دوزخی ہے۔ اسی طرح فرعون کی بیوی کا واقعہ قرآن مجید میں آتا ہے وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عَسْكَرًا مِّثْلَ بَنِي الْعَجُوثِ ۚ وَاجْعَلْ لِّي فِتْنَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَاجْعَلْ لِّي سُلْطٰنًا ۚ فَتَمَثَّلَ لَهَا تَزَوُّجًا ۚ وَكَانَ فِیْ ذٰلِكَ لَآیٰةٌ لِّمَنۡ هَدٰی ۚ وَكَانَ فِیْ ذٰلِكَ لَآیٰةٌ لِّمَنۡ كَفٰرًا ۚ (سورۃ الفرقان ۳۸) ترجمہ۔ اور اللہ ایمان والوں کیلئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے۔ جب اس نے کہا اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس سمیت میں ایک بھرا کر اور مجھے فرعون اور اسکے کام سے نجات دے اور مجھے خالقوں کی قوم سے نجات دے۔

فرعون کتا ہے۔ اگر کوئی تمہارا خدا ہے۔ تو میں اس سے بھی بڑا خدا ہوں۔ فَخَالَ أَنَاۤ اَللّٰهُمَّ اَکْبَرُ (سورۃ الزمر ۲۴) ترجمہ۔ پھر کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ اس دعوے کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرعون دوزخ میں اور اسکی بیوی بہشت میں ہوگی۔

دنیائیں

مرد کمائے میں تنہا رہتا ہے اور بچائے میں بیوی تنہا ہوتی ہے۔ بہر حال بیاں بیوی کا اشتراک عمل جتنا ہے اور آخرت میں اعمال کے لحاظ سے خیر عطا ہے۔ ممکن ہے کہ بیاں بیک ہے بہشت میں جائے اور بیوی وہ دوزخ میں جائے۔ وہاں ایک کی بیوی دوسرے کے کام میں آتی اور دوسرے کی بڑائی اس پر نہیں نظر پڑتی جتنی بیکرت ذکر الہی کرے اور دل مردوں اور بہت زیادہ ذکر کرنا شروع کرے۔ اللہ نے بڑا اجر تیار کیا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بہشت زیادہ وقت خدا کو یاد کرنا یا آدمی جی سنبھالنا جا سکتا ہے؟ کیا وہ کبھی بیکاری کے آؤں میں جا سکتا ہے۔ وہ دن بھر کھاتا ہے اور بیکرت کو زحمت کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ سنبھال جائے یا بیکاری کرے۔ فرض کرتے ہیں ذکر الہی کرنے کی وجہ سے اس کو ان نعمتوں کیلئے وقت کب بچے گا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جو عورت بیکرت بلکہ اپنی کرنے کا غضب الہیں بنائے وہ کبھی کوئی لڑ سکتی ہے اور ایسا مرد بھی سنبھال جا سکتا ہے؟ میں عورت کو بیکرت یاد الہی کا شوق ہوگا۔ وہ زندگی کی ضروریات سے زحمت پاکر سنا وقت بچے گا۔ وہ یاد الہی میں گزارے گی۔ بیکرت اللہ اللہ کرے بیکرت سے ہر مرد عورت کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائیگا۔ نہ وہ کسی سے لڑائیگا۔ نہ وہ کسی سے لڑے گی۔ نہ وہ اپنا وقت لڑائی جھگڑے میں برباد کرے گی۔ نیکی کی طرف رجحان ہوگا۔ اور برائی سے

بچنا پڑے گا۔ خالق اور مخلوق کی طرف سے نیت خدا پیدا ہوگا۔ اور وہ اپنے آپ کو رشتہ داروں کے خلع کرنے سے بچائیں گے۔ بول دہار کیلئے اگر بیوی یاد الہی سے غافل ہوں تو ہوں۔ وہ جب بھی امر خدا دہری سے غافل ہوئے دوزخی میں شامل ہوئے۔ جو لوگ دنیا میں وقت برباد کر لیتے اور خدا کے نیکو سے غافل ہوئے وہ سزا پائیں گے۔ کئی لکھ لاکھ ہوں میں ایسے ہیں کہ ہر وقت انہیں میں لڑتے رہتے ہیں۔ شرم دیا نام کو نہیں لکھتے کا وہ سزا ہے۔ یاد الہی کو نصیب نہیں بنائے سے دل میں خوف خدا آجائیگا۔ یاد الہی کی روح ہے خوف خدا۔ علامۃ اللہ کی وجہ سے اس کو اللہ الہی کی تمہیں کرتے ہیں۔ خاص میں سے بعض کلمہ سے بہت کی وجہ سے یاد الہی کرنے والے ہوئے جیسے چھوٹا بچہ محل کی مادے ڈر کی وجہ سے اسکے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور بڑے ہو کر جب اس بڑھی ہو جائے تو محبت اور اہل کے ادب کی وجہ سے اس کی خدمت کرتا ہے۔ خواص محبت کا رنگ پڑتے ہیں اور عجب کلمہ کرنا کی عبادت کرتے ہیں۔ جو محبت سے ذکر کرتے ہیں اللہ قائلے ایسے بندوں کو دوزخ میں کیوں ڈالے گا۔ خدا سے ڈر کر عبادت کرنے والوں کو بھی اللہ قائلے دوزخ میں نہیں ڈالے گا۔ اللہ قائلے بیکر خون اور پھر محبت سے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمارے حضرت دین بوریؒ کے ہاں دستور تھا کہ رات کو عشاء کے بعد جماعت کو کھانے کیلئے پینچا بجات دیتے تھے جس میں بائیس سیر میل اور دس سیر پانی ہوتا تھا اور اس میں نمک نہیں ہوتا تھا۔ پس پیالہ بھرا اور پی لیا۔ دن کو کھانے کیلئے گندم کی جھانک دیتے تھے اور کپڑے کھدے جو لیکر کی بھال میں رنگ لیتے تھے تاکہ جلدی پیچھے نہ ہوں۔

حضرت کا صحبت یافتہ ایک لڑکا آدمی تھو سے ایک مرتبہ پوچھتا ہے۔ مولیٰ صاحب کیا ہم خدا کو دیکھیں گے۔ میں نے کہا ہاں حضور دیکھیں گے۔ وہ کہتا ہے ہم نے خدا کی بڑی نعمتیں کھائی ہیں دھلا کہ صرف پینچا بجات کھایا کرتا تھا خدا کے دیکھنے کو بڑی دل چاہتا ہے میرے دل پر اس کی بات کا بڑا اثر ہوا۔ میں

کی صحبت کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بیکرت یاد الہی کی توفیق عطا فرمائے۔ جب میں کسی کو بہت کرتا ہوں تو اسکو دس تسبیح اللہ بڑی کی پڑھنے کو کہتا ہوں اور ویسے پچھلے پھرتے بیٹھے گی کوچہ ہاں میں ہر وقت اللہ بڑا ذکر بیکرت کرنے کو کہتا ہوں کہیں بھی جائیں اللہ قائلے کہ ذکر سے غافل نہ رہیں مقصد یہ ہے کہ دن رات میں خدا یاد رہے جب بھوک لگی۔ دوفی سائے کی کھا لے اور بھرتل گئے۔ پھر اللہ کے ذکر میں لگے جب پہلا تسبیح اللہ بڑا ذکر ہے جو دس تسبیح کی کرنا ضروری ہے اور باقی چھتے پھرتے ہر وقت ذکر کرتے رہیں۔ جب دوسرا تسبیح پڑھتے ہیں تو میں پہلا تسبیح بائیس تسبیح پڑھتے کہتا ہوں۔ اور دوسرا تسبیح۔ پھر تیسرا تسبیح پڑھتا کہتا ہوں۔ دو تسبیح بائیس بائیس بائیس کہتا ہوں۔ جب کثرت سے خدا کی یاد کر لیتے تو اس کا اثر ہوتا ہے کہ اس طرح پانی کا قند مسلسل خشک زمین میں پڑے تو پھیر اور دھل کر دیتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا نام دلی میں آئے گا تو یہ بھی رنگ لائیگا میں عورتوں سے بھی کہتا ہوں کہ غرض خدا کو یاد بہت کیا کرو۔ نہایت یاد کی۔ یعنی مرد۔ عورت سب اللہ سے تعلق درست رکھو اور مخلوق خدا سے بھی تعلق ٹھیک رکھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ نہایت چاہو گے۔ واعلموا ان اللہ بالغ۔

سید ضیاء العلوم کا شاندار نتیجہ

میں یہ کہتے ہیں غرض محسوس کرتا ہوں کہ اس سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح مدرسہ ضیاء العلوم دہلیہ سرسبز عشا فیض باغ لاہور اور ایٹلہ دہلیہ کا نتیجہ سید ضیاء سزا ہے۔ تمام طلبہ مضبوط دیکھتے ڈیڑھ دن میں کامیاب ہوئے۔ چنانچہ اظہار تشکر کے لئے سچ کے آخری ہفتہ میں مدرسہ کا ایک تقابلی جلسہ منعقد کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک ٹری علی البرکات اسے سید ضیاء اللہ مفتاح لاہور

جامعہ اسلامیہ تعمیر کیا وہی

ایک قاری صاحب کی خدمت حاصل کر لی گئی یہ داخلہ جاری ہے حضرت مولانا کریم اللہ برقی قیاد کیلئے نور اللمعات کا بندہ ولسٹ اور الی کا صاحب ہے مدرسہ جامعہ اسلامیہ حیدر آباد

عکس قرآن مجید ترجمہ مثنوی
ترجمہ مولانا محمود الحسن صاحب حاشیہ تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی
ملکی بلاکوں سطح شدہ برقی ناظم حلقہ نمونہ کے صفحہ مفت طلب فرمائیے
تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۳۳۰ کراچی

جناب ام عبد اللہ صاحب لدنی ہیای شیخووردہ

فضائل و احکام قرآنی!

دسم سالانہ قربانی، ابراہیمی سنت کی یادگار ہے۔ جس کا تقضیل واقعہ قرآن کریم کے تیسویں پارہ سورہ صافات میں درج ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں بیچا کہ میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کر دیا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کو خواب الہام الہی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس خواب کو حکم الہی سمجھ کر بیٹے سے بیچا کہ تمھارا کیا رہائے گی؟

اللہ تعالیٰ نے اس کی تعمیل کیجئے۔ مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے آب حیات پائیں گے اس نیکو کے بعد حضرت ابراہیمؑ صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لئے گئے۔ جب ذبح کرنے کی غرض سے بیٹھ کر لیٹا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اے ابراہیم! تو نے اپنے خواب کو سچا کر رکھا اب اُس آواز نے اپنے بیٹے کے غرض کو پہنچا عطا فرمایا ہے حضرت ابراہیمؑ نے ذبح کیا۔

چونکہ تفضیل المذنبین رحمۃ العالمین دنیا ابراہیمی پر قصر شریف چھڑی تعمیر کرنے کے لئے مصروف ہوئے تھے اس لئے آٹھ لاکھ بھی اپنی اہمت کو حصول رضائے الہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرانی تاکہ اہمیت مجاہد کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر کلمہ کو کراہ نامان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو جائے۔

قربانی ہر سال خدا کے راستہ میں جان عزیز پر آنے والی ہر مصیبت کو برداشت کرنے کی یاد تازہ کرتی ہے اور مقام تقویٰ کے حاصل ہونے کا وعدہ دلاتی ہے۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان دنوں میں قربانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے عاں کوئی عمل پسند نہیں یہ سب سے بڑھ کر نیک کام ہے۔ ذبح کرنے وقت قربانی کے خون کا جو قطرہ زمین پر گرے اسے نہیں پرہیز سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے

میل مقبول ہو جاتا ہے۔ قرآنی کے بدن پر چڑھنے والے ہر مہمتے میں ہر نبی کے بدلہ ایک نیکی ملتی ہے۔ سبحان اللہ اس سے بڑھ کر اور کیا لواب ہوگا۔ حضورؐ کے ارشاد کے مطابق مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يَصِفْ فَلَا يَزِيدَنَّ مَصْلَاتَنَا۔ جو شخص سخاوت کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود قرآنی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ کے قرب مرکز نہ آئے۔

الغرض اہل تشیع کے اسلام سے قرآنی ایک اسلامی شعار چلا آ رہا ہے۔ اور شریعت حقہ میں اس کی بڑی تشریب دی گئی ہے۔ اور دینی عالم اسلام میں اس عبادت کو بڑی مہم و محکم سے ادا کیا جاتا ہے۔ جو بعض نفس پرست لوگ اپنی جہالت کی بناء پر اس متعاد میں زہیم کرنے لگے ہیں کہ اس قدر قربانیاں کرنا اور گوشت ضلح کرنا تہذیب عقل کے خلاف ہے اور یہ کہ جاہل دوروں کی فہمت کا روپیہ کسی اور نمید کار میں لگا جائے، جس سے کہ عوام الناس غریب طبقہ نے دزدگاری کی مصیبت سے سخت پامے۔ لیکن ان کے عقلی قیامات کا کیا اعتبار ہے، جبکہ یہ حقیقت نص قرآن حدیث اور اجماع صلحائے امت سے ثابت ہے۔

مگر تجزیہ اور مشاہدہ کی بناء پر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بالعموم اس شغف علیہ کلامہ کو بعض ایک دنیاوی شکل میں سرخام یا جتانہ سے عینی ریاضت و صحت و بقا کے ساتھ غلبہ دہانے والی الجہ کی شرط کو جو کہ اصل روح سے نرک کیا جا رہا ہے۔

چہل مسائل متعلق قرآنی

(۱) خرابی اور اسی طرح ہر ایک عمل کو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں تب قریب نصیب ہوگا جب کہ اس میں خالص نیت رضا کے الہی جو ایسی قربانی میں اصل مقصود گوشت رست نہیں ہوتا چاہیے۔ چھپیا کہ اس عملی اثر لوگوں کا حال

(۲) حرام روپے یعنی رشوت اور سود کے روپے سے قربانی کا جانور خریدنا اور ذبح کرنا حرام ہے۔ افسوس کہ لوگ آج کل اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

۱۔ قربانی صرف ان لوگوں پر واجب ہے جو صاحب نصاب میں یعنی جن پر شرعاً زکوٰۃ واجب ہے بعض فقہین لوگ سودی روپیہ خرچ کر کے یہ کام کرتے ہیں یہ جائز نہیں ہے، ہر سالانہ پر جو فائدہ ہو، دیوانہ اور مجنون نہ ہو، بالغ ہو، آزاد ہو، متغیر ہو مسافر نہ ہو تو قربانی واجب ہے، قربانی کے دنوں میں حاجاتِ اصلہ سے زیادہ سارے حاجات کو لے جلدی ہو

۴) اگر ایک جوتی میں کئی ایک صاحب
نصاب رشتہ دار رہیں تو خواہ ان کا
کھانا پینا اکٹھا ہی ہو جیسے باپ، بیٹا
چچا، ماموں وغیرہ تو ان میں سے ہر
ایک پر علیحدہ علیحدہ قرضی واجب ہے۔
حتیٰ کہ اگر کسی کی بیوی علیحدہ طور پر
صاحب نصاب ہو تو وہ الگ قرضی
کے، یہ نہیں کہ سب کی طرف سے
صرف ایک ہی قرضی دی جائے جیسا
کہ رواج ہے ایسا کرنے سے بڑا گناہ
ہوتا ہے۔

(۵) اکثر کمزور لوگ ذبح کرنے سے پہلے
ذبیحہ کے چرٹے کی قیمت قصاب وغیرہ
سے طے کر لیتے ہیں۔ یہ بالکل ناجائز
ہے۔!

(۴) قصاب کی مزدوری کا ذخیرہ سے پہلے فیصلہ ہونا چاہیے اور علیحدہ کرنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ اس کے صلہ میں چڑا دیا جائے یا بحرے کی رعایت قیمت میں اس مزدوری کو وضع کیا جائے اور بعض جاہل اس کے بدلہ میں قصاب کو گوشت زیادہ مقدار میں دے دیتے ہیں اس سے قربانی حرام ہو جاتی ہے

(۷) اکثر لوگ عقیدتاً و علماً یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس وسیعہ کے بعض اجزاء و اعضا خاص خاص لوگوں کے حقوق میں شامل ہیں۔ مثلاً مہری پائے علاقہ یا محلہ کی مسجد کے امام یا مفتی کے اور فلاں چیز فلاں آدمی کے حصہ کی۔ یہ عقیدہ اور یہ عمل ہر دوسرا حرام ہیں۔

(۸) قربانی کی کمال کو فروخت کئے بغیر اپنے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ یعنی مصلحت اور فائدہ وغیرہ اس سے بنایا جا

کتا ہے۔ خود اپنے لئے فروخت نہیں کر سکتا اور اگر ناواقف سے فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ قربانی کا بڑا مستحق کو دینا بہتر ہے تمام صدقہ کرنے کیلئے فروخت کرنا درست ہے۔

(۹) بعض لوگ فقرا کو رقم دینے کی نیت سے چڑے کو بیچ دیتے ہیں تو وہ رقم خود کی کھا جاتے ہیں فقرا کو ہرگز نہیں دیتے یہ ناجائز ہے اور بعض جاہل لوگ اپنی لڑکی کو دے دیتے ہیں۔ یہ بھی درست نہیں۔

(۱۰) عام طور پر یہ بات دواج چلائی ہے کہ صدقہ فطر کی طرح چڑیا یا اس کی نیت امام مسجد علاقہ کو دے دی جاتی ہے۔ یہ اعتقاد اور عمل دونوں غلط ہیں بل اگر امام مسجد صاحب نصاب نہ ہو اور اس کو امامت کے صلہ میں شمار نہ کیا جائے تو جائز ہے (۱۱) اسی طرح مؤذن کو آذان کے معاوضہ میں دینا درست نہیں ہے مسجد یا کھانا یا قبر یا میت کے کفن و دفن میں لگا بھی جائز نہیں۔ مسجد کی مرمت، چٹائی یا تیل یا ڈول رسی میں لگانا بھی درست نہیں ہے، چرم تہذیبی کا بہترین مصروف عربی مدارس کے وہ طلباء ہیں جو اپنا کھانا بھجور کر علم دین حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف برداشت کرتے ہیں۔

(۱۲) عبد الغنی کے دن اپنی قربانی کے گوشت کے بچے تک روزہ رکھنا اور اس کو عبادت سمجھنا حرام ہے جو چاہے کھائے۔ ہاں نذاعید سے پہلے کھچ نہ کھانا بہتر ہے اور اپنی قربانی کے گوشت کو اہل کھانا مستحب ہے۔

(۱۳) ہر شخص کے لئے جسے قربانی کرنی ہے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر اس وقت تک کہ قربانی سے فارغ ہو جائے حجرات کے دروازہ ہاں وغیرہ کھانا بہتر نہیں لیکن اس امر میں حاجی لوگوں کی صورت ہائے رکھے۔ بلکہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہ امر مستحب اور افضل ہے۔

(۱۴) گائے بھینس میں یہ ضروری نہیں کہ سات آدمی ہی شریک ہوں۔ بلکہ دو تین جائز تک بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ مگر واضح ہو کہ اگر ان حصہ دہندگان

میں سے کسی ایک کا بھی ارادہ محض گوشت کھانا ہو۔ اصل مقصد رضائے الہی نہ ہو تو تمام حصہ داروں کی قربانی ناجائز ٹھہرے گی۔

(۱۵) کسی قربانی میں مثلاً چھ حصہ دار شامل ہوئے اور ان کے مشورہ سے جانور خریدیا گیا بعد میں ذبح کرنے سے پہلے ساتواں حصہ دار شریک ہوتا جانتا ہے تو یہ امر مکروہ ہے۔ لیکن پھر بھی اگر شریک ہو گیا تو قربانی جائز ہو جائے گی۔

(۱۶) اور اگر ذبح کرنے کے بعد وہ ساتواں آدمی ملتا جائے تو سرگز نہیں مل سکتا (۱۷) قربانی کے حصہ داروں کے گوشت کو محض تقسیم اور امداد سے تقسیم نہیں کرنا چاہیے بلکہ باقاعدہ قبل کر تقسیم کرنا فرض ہے۔ درنہ کمی بیشی کی بنا پر سودی معاملہ ہونے کی وجہ سے سب گنہگار ہوں گے۔ ہاں اس تقسیم میں سری، ہاشمے، اوجھری، امیریاں وغیرہ شامل نہیں۔

(۱۸) مستحب ہے کہ گوشت کا ایک تہائی حصہ اپنے ان رشتہ داروں، ہمسایوں اور دوستوں کو دیا جائے، جنہوں نے قربانی نہیں کی اور ایک تہائی فقرا کو اور باقی تہائی اپنے مصروف میں لائے مگر جس وقت قربانی کرنے والا خود کثیر العیال ہو تو وہ سارا گوشت آپ ہی استعمال کر سکتا ہے۔

(۱۹) بچے بچائے چڑے گوشت سے اپنے احباب کی مہائی کرنا بطور ہدیہ بھیجنا افضل ہے۔ بشرطیکہ التزام اور محاش نہ ہو۔

(۲۰) ایک جانور کو قربانی کے لئے خریدنا اگر اس کو کسی غرض سے دوسرے سے یا قرض بیچ ڈالا اور دینا خرید لیا یہ مکروہ ہے۔ بلکہ پہلے ہی کو ذبح کیا جائے۔

(۲۱) قربانی کے ذبح کا وقت عید کی نماز کے ختم ہونے کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے قربانی کرنا بزرگ روا نہیں ہاں امام اعظم کے نزدیک صرف گاؤں والے پہلے بھی ذبح کھتے ہیں۔ کیونکہ گاؤں والوں پر نماز عید واجب نہیں۔

(۲۲) قربانی کا گوشت کافر اور بھگتی بھی لے سکتا ہے۔ مگر قربانی کا گوشت بیچنا کسی حالت میں درست نہیں۔ جیسے

کہ بعض قصاب اس دن غیر مسلم لوگوں کے پاس فروخت کر دیتے ہیں۔ (۲۳) قربانی کے جانوروں کو رنگا رنگ کے پھول اور ریختے کے کیٹوں سے آکاستہ کر کے مرادوں پر سجھ کر انے اور غریب لینے کے لئے لے جانا شریک ہے۔ غریب سے قربانی حرام ہو جاتی ہے۔

(۲۴) بعض گروہ لوگوں نے مفتی بلکہ ایک ائمہ کی قربانی کو بھی جائز قرار دے لکھا ہے۔ حالانکہ بکر، بکری، مینٹھا، بھیر، دھیر، گائے، بیل، بھینسا، بھینس، اور اونٹ و اونٹنی کی قربانی جائز ہے بکر، بکری ایک سال کا، گائے، بیل وغیرہ دو سال کے اور اونٹ پانچ سال کا، دھیر، بھیر وغیرہ وغیرہ چھ ماہ کے بھی جائز ہیں بشرطیکہ دیکھتے ہیں سال بھر کے معلوم ہوں۔

مندرجہ بالا جانوروں میں اگر کسی ایک کے پیدائش سے سب سے سینک نہ ہوں یا دیریاں سے سینک نہ گیا ہو۔ یا اس کا خل اثر کیا تو قربانی جائز ہے اسی طرح خصی جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔

(۲۵) جن لوگوں کے عقیدے میں جانور او کھرنیک پیچے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آج کل بعض لوگ ضروریات دین کے منکر ہیں۔ بعض ختم رسالت کے قائل نہیں بعض عالم آخرت کو نہیں مانتے، ایسے لوگوں کے ماضیوں کے ذبح شدہ جانور کا گوشت لینا اور کھانا درست نہیں۔

(۲۶) بعض لوگ کسی مصلحت کی بنا پر گلے کی قربانی کو غیر مستحب بلکہ ناجائز قرار دے جس میں سو یہ مناسب نہیں۔

(۲۷) حاملہ جانور کا بغیر کسی کربت کے ذبح کرنا جائز ہے۔ البتہ دودھ دینے والا جانور کو قربانی کے لئے ذبح کرنا ممنوع اور مکروہ آیا ہے۔

(۲۸) جس جانور کی بیماری ظاہر نہ ہو یا ایسا لشکارہ کا ذبح تک جاسکتا ہو۔ یا ایسا بڑھکا اس کی بیویوں میں گودا باقی ہو اور اکثر دانت باقی ہوں تو کسی کی قربانی جائز ہے۔

(۲۹) اٹھا، کھانا، نصف یا نصف سے زیادہ کھن کھن یا دم کھن یا چڑے سینک ٹوٹ گیا ہو یا بیویوں میں گودا نہ ہو ایسا لشکارہ کو ذبح تک جاسکتا ہو۔ ایسا بیوک اس کی بیماری یا نسل

جواب ۲۲

نقد اسلام اس میں مستند ذیل فیضیہ صحت ہے
سابقہ دستور دفعہ ۱۶ کے کسی کو مذہب نہ بنایا جائیگا
اس کے آگے یہ الفاظ پڑھائے جائیں ۔ مسوا ان لوگوں
کے جو مسلمان کو قتل کرتے یا ان کا ملک چھیننے کے لئے
شہر محبت میدان جنگ میں آئے ہوں ۔ سابق دستور
کی دفعہ ۱۷ کی کسی شہر کی ساتھ مذہب بدل اور ذات کی
وجہ سے غارتوں میں مبتلا نہ کیا جائے گا ۔ اس کا مقوم
اسلام کے خلاف ہے ۔ اسلام معین غارتوں میں غارتوں
مسلموں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ مثلاً عداوتی
غارتیں ۔ اسلام کی رو سے تاحقی یعنی برعظیم اور حج
اور اسی طرح کے کسی غیر مسلم کے قتل سے مسلمان عورت
کا نکاح منع نہیں ہو سکتا جس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی حکومت
میں قانون اللہ کا ہے نہ کہ انسان کا ۔ اور ان کا نائب ہوں
والا خود باوجود بقول ہے قرآن ہے ۔ اور ان کا نائب ہوں
کے لئے کہ اس کی نیابت میں نافذ کرتا ہے ۔ یہ بات اللہ تعالیٰ
کی عزت کے خلاف ہے کہ وہ اپنے فضل صادر کرنے کے
لئے اپنے دشمن کو پوز دے جو اس کے اسلام کی محنت پر
مبنی یقین نہیں رکھتا۔ یہ کسی غیر مسلم کا چاہے وہ عیسائی
ہندو یا بدھ یا دیگر کچھ بنانا چاہے ۔ درجہ سوم کا ہر چاہے
سیرم کوٹ کا یا کسی ناچار ہے جسے کسی ہندو کو نماز کا
امام بنادینا ۔ اسی طرح کلیدی اسلامی پر بھی جس سے خدا
کے دشمن خدا کے دوستوں پر حکومت کر سکیں غیر مسلم کا
تقرر جائز نہیں ہے ۔ لہذا اس دفعہ میں ترمیم کی جائے
(مسوا) اس میں مسلمانوں کے جان اسلام کے خلاف کر دی
(جو) سابق دستور کی دفعہ ۱۸ شق (۱) میں ہے کہ ہر شہر
کو حق ہوگا کہ وہ کسی بھی مذہب کی پیروی یا اس کی ترمیم
کے لئے یہ حق ہر شہر اسلامی ہے ۔ اسلام میں آزادانہ
پیشہ کوئی چیز نہیں ہے ۔ اس کی مندرجہ بالا کائنات علی الصلوٰۃ
والسلام سے نقل ہو چکی ہے ۔ اس اسلامی حکومت میں نہ
کوئی کیسٹنگ کی اجازت دی جاسکتی ہے نہ اسلام سے
نکلنے کی ۔ لہذا اس دفعہ میں یوں ترمیم کی جائے (۱) البتہ
پاکستان میں سوائے اس اسلام کے جو اس کا علیحدہ
وہابیت پر مبنی ہے اور کسی کی کیسٹنگ کی اجازت نہ ہوگی
اور نہ کسی مسلمان کو اس کا علیحدہ و احصائی دے لے اسلام
سے (۲) اس سے نہ کیسٹنگ کی اجازت ہوگی ۔

سوال ۲۳

کیا آپ نے آئین میں متقبل کی جاس قانون ساز
اور حکومت کی رہنمائی کے لئے وہی دیا جو
رہنما اصول پر قرار رکھنا ضروری سمجھتے ہیں
جو سابق آئین میں موجود تھے ۔

جواب ۲۳

تفسیر میں یہ بھی درج ہو چکا کہ اسلام یہ وہ
جامع مانع قانون ہے جو دارین کی صلاح کا ضامن ہے لہذا
یہی نوع انسان کی صحیح خدمت ہے کہ ان کو اسلامی
تعلیمات سے آراستہ کیا جائے ۔ چونکہ پاکستان کی تاسیس
کا بنیادی تصور اسلامی تہذیب و تمدن کی ترویج اور پاکستان
کی غالب تر کثرت بھی نہ صرف اسلامی تعلیمات کی حال

ہے ۔ بلکہ اس ملک میں اسلامی آئین کا مطالبہ کرتی ہے ۔
بنابرین پاکستان کی دستور کی بنیاد خاص اسلام پر
ہونی چاہیے ۔ لہذا پاکستان کی حکومت کا فرض ہوگا کہ وہ
مکمل اسلامی قانون کے نفاذ کے ساتھ مذہب درجہ دوم
کی مابینہ کرے ۔ اور دفعہ ۱۷ میں مذہب دھن دھن دھن
الفاظ لول ہونے جائیں کہ نکوہا ۔ اوقات اور مساجد
کا شری قواعد کے مطابق صحیح انتظام کرے ۔
دفعہ ۱۷ میں مذہب ۱۸ شق ۱ میں خرقہ کیم کی تعلیم
کے ساتھ سنت کا نفاذ بھی بھیجا جائے ۔
دفعہ ۱۷ شق ۲ میں غارت لول ہونی چاہیے
پر غیر کی ملکات عصمت فروشی اور جو اخراج خوار و
جائے ۔

نقد عطا میں یہ الفاظ پڑھائے جائیں
ملکت کو اسلام کا کہ اسلام اصول کی روشنی میں
دفعہ ۱۷ شق ۲ کے موجودہ الفاظ کا یہ نہیں ہیں ان کی
جگہ یہ الفاظ چلیں ۔
رہا (مسوا) کی جگہ اسلام کا السداد فوری طور پر
کر دیا جائے ۔ اور اس میں شریعت و اقتصادیات کی ایک
کمیٹی تجویز کے کہ جو دیگر کسی شریک یا کسی ناچار
کرے ۔ جو اسلام کے اصول کے مطابق ہو ۔

سوال ۲۴

سابق آئین میں سیرم کوٹ اور عدالت بنانے
عالیہ کے دائرہ اختیار اور ان عدالتوں کے
ججوں کے اوصاف ۔ عدالت اور عدالتی
سے متعلق جو دفعات تفسیر کیا آپ نے نہیں
کو اختیار کر لینے کے حق میں ہیں ۔ یا ان کا
کوئی ترمیم ضروری سمجھتے ہیں ؟

جواب ۲۴

ججوں کی استعداد کے سلسلہ میں اسلامی تعلیمات
کا مابہر ضروری ہے ۔ ان کا عزل و نصب اور تعداد
حسب ضرورت اور ملکات اور مجلس کے مشورہ سے ہوگا ۔

سوال ۲۵

کی آپ انار میں عزل اور اپڈو کیسٹ ہیزل
سے متعلق سابق آئین کی دفعات کو برقرار
رکھنا چاہتے ہیں یا اس بارے میں کچھ اور
تجاویز پیش کرتے ہیں !

جواب ۲۵

آئینی ہیزل اور اس کے متعلق امور کا تفسیر
مربطہ ملک کے صوابدید پر موقوف ہوگا ۔

سوال ۲۶

سابق دستور کی دفعات ۱۶۹ ، ۱۷۰ اور ۱۷۱
دارین کی شرائط غارت امتداد و عہدہ
یعنی اور فطر و ضبط وغیرہ اور اسے کثرت
ہی کیا آپ ان کی کتاب سمجھتے ہیں یا ان میں
کسی ترمیم اور تبدیلی کے خواہ ہیں ۔ اگر آپ
تبدیلی کے حق میں ہیں تو یہاں تک معلوم تبدیلیوں
کی کفایت دہی کریں ۔

جواب ۲۶

بیکواری غارتوں کے لئے مستند ذیل امور کا
خیال رکھا جائے ۔
(۱) سرکاری غارتوں کے لئے دیانتداری ۔ کہ دفعہ
کی اوپننگ کی اہمیت اور اخلاقی یا دیگر کی شرائط
ضروری ہیں ۔
(۲) رشوت ستانی ۔ یا کسی غارتی جرم کی وجہ سے
موزوں کیا جائے گا ۔
(۳) اس کی کوئی بارہ یا پتی کی لئے پورا موقوفہ
کی گنجائش نہیں جائے
(۴) بغیر امور اور ملک کے سیرم ہوں گے ۔

سوال ۲۷

فرسٹی میں ایک ایک نظام موجود ہے
الفاظی کے قانون کے نام سے سیرم کیا جاتا ہے
یہ قانون دافعتی خواہے غارتوں کے ساتھ
حکومت کے غارتوں اور باہر قریضہ وغیرہ کو
اور جب سرکاری فرسٹی کی تمام ذی کے دوران
میں ملک کے ساتھ سرکاری غارتوں کے برتاؤ کو
مناہجے اور نا مسیحین لانا ہے اس کے لئے
وہاں انتظامی عدالتیں قائم ہوں گی کہ
سب سے بڑی انتظامی عدالت ہے جو کونسل آف
شیخہ کو مملکت ہے ۔ یہ کونسل زندگی کے تمام
شعبوں سے متعلق رکھنے والے تمام افراد پر
مشتمل ہوتی ہے ۔ اور مذکورہ بالا امور میں
فصلی کی آخری عدالت کے قاضی انعامیہ
کے علاوہ تمام مسلم معاملات میں حکومت
کے فیصلے کی حیثیت سے کسی کام کی ہے فرسٹی
میں یہ نظام نہایت نئی کڑی لگایا جائے گا
آپ کے نوٹوں میں تمام کچھ رد بدل کے
ساتھ اس ملک میں کوئی کوئی نا فائدہ مند
ثابت ہوگا ؟

جواب ۲۷

فرسٹی نظام کی جگہ غارتوں میں ایک اسلامی
کا تقرر کیا جائے جس کے امور عام ایسی شکایات پیش
کر سکیں جو انہیں سرکاری غارتوں کی طرف سے اپنے فرائض
کا اوپننگ سے نا توہج بدسلوکی کی وجہ سے پیدا ہوں ۔

سوال ۲۸

سابق آئین میں ملک سرور کی کمیٹی سے متعلق
جو دفعات تفسیر کیا آپ انہیں کو اختیار
کرنے کی سفارش کرتے ہیں یا کسی تبدیلی
کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ؟

جواب ۲۸

(۱) اگر کسی ایک سرور کی کمیٹی کا تقرر صرف ملکات اپنی
شوری کے مشورہ سے دھروا کی ایک سرور کی کمیٹی کا تقرر
کو غیر نا مجلس شوری کے مشورہ سے کرے ۔
(۲) کمیٹی کے ارکان اپنی دیانت ۔ رمانت بہت زیادہ
اور اخلاقی برتری میں مشاہدہ حیثیت رکھتے ہوں ۔

سوال ۲۹

کیا تمام دھارجہ کے اقتدار کا انتظام

پاکستانی اتحادی کمیشن کے لیے دو کیا جائے؟
اور کیا اس کو ان تمام تقاریر پر عمل درآمد
کرنے کا ذمہ دار قرار دیا جائے جو عام اور
مفتی انتخابات کے لیے تیار کیے گئے اور ان
کا انتظام کرنے کے لیے ضروری ہیں؟

جواب ۲۹

اتحادی کمیشن کا تقرر ملک میں ضروری ہے جس کا
تقرر ذرا میر ملک بشیرہ مشرئی کر لے گا۔ اور اس کے خدائن
میں سے ہوگا کہ وہ ان خدایوں کا استدار کرے جو ملک
میں انتخابات کے راستہ میں حائل ہو سکتی ہیں۔

سوال ۳۰

کیا اتحادی کمیشن کی تیاری اور ان پر نظر
ثانی کرنے کا کام اتحادی کمیشن انجام دے؟
کیا یہ ضروری ہے کہ فیڈرل جمہوریہ کے
انتخابات کے لیے خدائن کو ان کے اپنے انتخابات
کرنا اتحادی کمیشن کی گمانی میں ہو یا یہ خدائن
انتخاب کو اپنے خدائن؟

جواب ۳۱

انتخابات کے متعلق تمام امور اتحادی کمیشن کے
سید دکنے جائیں۔

سوال ۳۲

کیا چیف ایگزیکٹو اور اتحادی کمیشنوں
کا تقرر صدر ریاست اپنی صوابدید سے
کرے یا اس تقرر کے لیے مقننہ کی منظوری
بھی لازمی سمجھی جائے؟ یا آپ اتحادی کمیشن
کی آزادی پر قرار دیکھنے کے لیے اس کے
تقرر کا کوئی اور طریقہ تجویز کرتے ہیں، یا
آپ میں اس کے لیے چارہ اور دفعات رکھوانا
چاہتے ہیں؟

جواب ۳۳

اتحادی کمیشن کا تقرر ذرا میرہ مشرئی کرے گا۔

سوال ۳۴

ساتھ آئین کی دفعہ ۱۳۲ جہت
کمیشن سے بحث کرتے ہیں اس میں
جو کچھ لکھا گیا ہے کیا آپ اس کو
برقرار رکھنا چاہتے ہیں یا کسی تبدیلی
کی سفارش کرتے ہیں؟

جواب ۳۵

ممبرانہ (امیر) ملک مشرئی کے مشورے
اس سلسلہ میں جو طریقہ مناسب سمجھے اختیار کر سکتا ہے۔

سوال ۳۶

ساتھ دستور کی جرحضات ان اقلیات سے
بحث کرتی ہیں جو دوران جنگ یا داخلی
اضطرابات کی حالت میں کئے جائیں۔ کیا
آپ انہی کو لای جھٹکتے ہیں؟ یا ان کو کوئی
تبدیلی کرنا چاہتے ہیں؟

جواب ۳۷

ملک کی سالمیت اور اندرونی اشتعال کو دور

کرنے کے لیے اسلامی حدود کے اندر امیر مملکت کی ضروری
جو طریق کار یا ہے اختیار کر سکتا ہے۔

سوال ۳۸

کیا آپ نے دستور میں ایسی کچھ دفعات
رکھ کر ضروری خیالی کرتے ہیں کہ اسلامی
کو اسلام کی بنیادی اقدار اور مذہب کے
تعمیر پر حالات میں ان کے انطباق کا مطالعہ
کون سے میں ضروری جائے۔ اگر ایسا ہے تو
آپ اس کے لیے کیا خاص تدابیر تجویز کرتے ہیں؟

جواب ۳۹

(۱) اسلامی اقدار، جموں، تحائف میں ہیں جو کچھ
تعمیرات دہائیوں جو اسلام کے آئین کا تقاضا اور
سلف صالحین نے ہم تک پہنچائی ہیں اس سے
کتاب و سنت کو اسلاف کی کثرت کماحت کی روشنی میں
پڑھنا پڑھنا اور اس کی اشاعت لازمی ہے جس
کی صورت یہ ہے کہ تمام سکولر کالجوں اور یونیورسٹیوں
میں کتاب و سنت کی تعلیم لازمی ہے۔ پھر اگر کسی ملک
تعمیرات الفاظ کے ساتھ نافذ قرآن کریم اور اسلامی
مسائل کی تعلیم۔ مذکورہ بالا سکولر میں تو جو قرآن
مجید اور سیرت و سنت کی تحقیق تعلیم اور کتبوں پر قرآن
کی کئی کئی کاپیاں اور حدیث و فقہ اسلامی کی معتبرہ تعلیم
جو اس کے لیے نظام اعلیٰ، بطرح کے تعلم میا کرے
کے لیے تیار ہے۔

ج، علاوہ آرمی اسلامی تہذیب و میرت اور اسلامی
اطلاق کی عبادات کے احیاء کے لیے اسلاف کے
لوحہ کے لیے جو ہم نے کئے ہیں۔ اور اسلامی تاریخ
کو عام پڑھانے والی کتاب کی تعلیم پر
مشغول دارالطالعے تمام کے جائیں اور دیگر بائبلوں
میں ایسی ہی تعلیمات کی کثرت ہے ان کی اشاعت
کیا ہے نیز جنگ تو بیچ لایبریریوں سے تمام خلاف
اسلام لٹریچر کو لای جائے۔

ج، آرمی میں گانے کی بلکہ ہوادان اسلام اور اسلام
کے گانے سے بیان کئے جائیں۔

(۲) آزادی سوال کے نام پر دستور کا جو پیڑ
کی چاہی ہے اور اسے اس کا نظام و دفعات
پر اسامہ شاس نے اس کے لیے تجویز کیا ہے اگر ایا
ہو اسے اس کا استدار کرے محاشر کے اصلاح کیلئے
(۳) تمام اعلیٰ امور لٹریچر اور اخلاق و عبادات پڑھانے
والے مراکز میں کتب تہذیب و شریعت اور ماحول تعلیم
و غیرہ کو بند کر دیا جائے۔

سوال ۴۰

ساتھ آئین میں ہم آئین کے بعد سے دس
سال تک کوئی آئینی اور صوبائی آئین میں
خود نہیں کے لیے نہیں جنھوں نے کوئی نہیں
کیا اس قسم کی تفصیلات کو ضرور دیکھتے ہیں؟

جواب ۴۱

اسلام پر نیک اور اور میں ان کی شرکت کو درست
نہیں سمجھتا اس لیے تفصیلات اور عدم تفصیلات کا سوال یہ پیدا

نہیں ہوتا۔

سوال ۴۲

آپ انچیکر اور پلینڈہ بلقانت کے لیے
کون کی خصوصی دفعات تجویز کرتے ہیں؟

جواب ۴۳

اسلام میں پھر ترقی کو ترقی میں دیا جاسکتا اور
بہاؤ میں پلینڈہ بلقانت یا علاقوں سے کوئی اخلاقی یا
اقتصادی بے انصافی کی گئی ہو اس کا تدارک کیا جائے۔
سوال ۴۴ ساتھ ساتھ میں منتفی اور محض کے
ساتھ دفعات دیکھ کر نہیں کیا آپ میں ایسی
تبدیلی کی سفارش کرتے ہیں؟

جواب ۴۵

اسلامی آئین تمام طاقتوں پر یکساں عادی ہوگا۔

سوال ۴۶

دستور میں ترمیم کے لیے کیا صورتیں تجویز
کیے گئے؟ کیا آپ ساوہ اکثریتی ووٹ کے
ذریعہ سے یا اس سے بڑے مشافہہ و تہائی یا
تین چوتھی اکثریت کے ذریعہ ترمیم پسند
کریں گے؟

جواب ۴۷

احکام و ضابطہ شرعی کے علاوہ احکام میں امیر مجلس
شرعی کے مشورے سے مناسب ترمیم کر سکتا ہے۔

سوال ۴۸

ایک ایسی جمہوریت کے قیام کے لیے جو غیر
پذیرمات کے ساتھ طاقت پیدا کرتی ہے
اور جو انصاف، مساوات اور مردودادی
کے لیے اسلامی اصولوں پر مبنی ہو، آپ
دوسری کیا تجاویز پیش کرتے ہیں؟

جواب ۴۹

(۱) اسلام میں ایسی جمہوریت کا وجود نہیں ہے
جس میں جو کچھ مقابلیں اکثریت کے تحت کی دوسری
کی جائے۔ یہاں شریعی نظام ہے جسے اسلامی
جمہوریت کہا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ بات قطعی غلط
ہے کہ مسلمان کو روپ کی طرح کی جمہوریت میں دوسری
اس کا نام اسلامی جمہوریت رکھ دیا جائے یا نام
کا نام اسلامی نام دیا جائے

(۲) اگر طریقہ کار کا مذہب پر و سلسلہ ہے جو
مکتوبہ فزق کے مطابق میں لایا ہے تو ہے۔ تو
پاکستان کا ۱۹۵۱ء بعد آبادی کے ملک میں لکھواری
مذہب سے مراد اقلیت و انجما و ملتیں ہیں
جو ہیں۔ ورنہ جمہور کے نام سے جمہوریت جمہوریت
کے تجربے لگتے ہیں کیا نام دے۔

(۳) استحکام سلطنت کے لیے محنت و خدمت کا حق اللہ الہی
بہاؤ بنی آدمیت دکھا ہے اور ایسی کی خاطر یورپ میں تو
ایسے فیضیات یا دوسرے حکام ہیں لایا ہے مذہب کی طاقت
پر کر دہوں روپے خرچ کر دی ہیں۔ اگر ان کی نہیں تو
غالب اکثریت میں بائبل کی قوت ہوتی ہے لیکن اگر مذہب میں
ایسی اختیارات اور غرض کی بائبل پسند کے رائج

ایک خط

(جناب خواجہ نذیر احمد صاحب کو ذیل فرماری)

حضرت

اسی اصول پر اسلامی آئینیں نمائندہ کرنے میں عوام سے رائے حاصل کرنا ضروری نہیں رہ جاتا کہ یہ دین اسلام کا معاملہ ہے۔

سوچنے کی بات

اولاد اگر ناجائز اور کوئی نقصان دہ مشغلہ اختیار کرنا چاہتی ہے۔ تو ماں باپ کا فرض ہوتا ہے کہ اولاد کو کبھی ایسے کام کرنے کی اجازت نہ دے اور کرے تو اسے سختی سے روکے اور اگر اولاد کی کثرت رستے سے منحرف ہو کر والدین اولاد کی تباہی خواہش بددی کرتے رہیں گے تو اولاد

بغضت روزہ "نصائح المسکین" لاہور ۱۹۵۰ء کے صفحہ ۳ پر "آئین کیش" کا سوالنامہ کے زیر عنوان ایک صاحب دل مسلمان کا خط پڑھا۔ جس سے مجھے اتفاق ہے۔ اسی عنوان کے تحت پتہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

وہ یہ ہے۔ کہ جب کبھی کسی حکومت کو ساتھی، رعیت کا کئی وغیرہ کی ترقی کے لئے پتہ کیا جاتا ہے تو ان ہی شیعہ جات کے قابل ترین ماہرین کی امداد حاصل کی جاتی ہے۔ صحیح کہ غیر ملک سے بھی ایسے ماہرین کو دعوت دی جاتی ہے۔

لہذا جب صدر مملکت بار بار اسلام کو پتے ہیں کہ پاکستان آئین اسلام پر مبنی ہوگا۔ تو اس صورت میں دیگر اسلامی ملک سے بھی اندرون ملک سے تو بلند پایہ علم و دین حق کو "آئین کیش" میں کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ میں تو یقیناً ایک مسلمان کے یہ عرض گردن کا کہ اسلامی قانون تو ہمارے پاس آج سے تین ۱۲۰۰ سال پہلے سے موجود ہے۔ چنانچہ اسلام میں مشرفی و مغربی پاکستان کے ہر فرقہ کے جمیع علماء کرام نے اسلامی ریاست کے ۲۲ بنیادی اصول کتاب و سنت کی روشنی میں متفقہ طور پر پاس کر کے شائع کئے تھے جو سابقہ مسلم لیگی حکومت کے سپرد کئے گئے تھے۔

اس کے علاوہ یہ بھی عرض کرنا ہے کہ جنت سی باتیں ایسی ہیں۔ جن میں رائے عامہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً عوام کب چاہتے ہیں کہ روپیہ کا نوٹ ۲ سیر ہو، فروخت ہو اور نوٹ کا پتہ نہ ہو، وہ دن آئے گا کیا جائے۔ حکومت جس چیز کو مناسب خیال کرتی ہے، کر گزرتی ہے۔

ناکارہ پراساں اور عیاش بن جائے گی۔ میں تو صدر مملکت کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ جہاں آپ نے ملک کو سدھارنے کے لئے سینکڑوں احکام جاری کئے ہیں۔ وہاں آپ کی ذات سے بجا طور پر توقع ہے کہ اسلامی آئین نافذ کرنے میں بعض افراد کی غیر اسلامی خواہش کی پروا نہ کریں گے۔ کیونکہ آئین کا معاملہ دین اسلام کا معاملہ ہے اور خداوند تعالیٰ سے پاکستان اس وعدہ پر حاصل کیا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ! آئین میں صحت اتنا کہتا ہے کہ جو لوگ اسلام کے کسی ایک بنیادی اصول کے بھی منکر ہیں۔ انہیں کوئی حق نہیں بھینسا کہ وہ دین حق کے کسی معاملہ میں دخل انداز ہوں۔ ایسے لوگوں کو اسلامی آئین کیلئے بدعت دینا ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی اپنے جانی و دھن کو عدالت میں اپنے خلاف لگا گواہ پیش کرے۔ و ما عین الا ابلاغ۔

بچوں کی دعا

جناب مکمل صاحب قائم دہلی (شجاع آباد)

خدمت میں تیری یارب یہ ہے دعا ہماری
کلمہ نذر کالب پر ہو استدہا ہماری
ہم میں مریض تیرے تو سپاہ گریہا
موجیں ابھر رہی ہیں طوفانِ اشد ہے جس
ملت کی آبرو کو ہم ہر طرح چاہیں
ہم میدے رستے پر چلتے رہیں ہمیشہ
منظوم کی حمایت اہل جہاں کی خدمت
ہم ملک و قوم کی سب خدمت کریں الہی
اسلام پر مبنی ہم یہ ہے دعا ہماری

وہ رب کہ جس نے سب کے ارمان کئے ہیں پورے

شاید قبول کرے قائم دہلی ہمساری

آزادی قفس

ایک بنیادی انسانی حق

جس کا مضابطہ اور لائحہ عمل طے کرنے کے

لئے ماہرین قانون اور علمبردارانِ حریت

عصر جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے کے

لئے ایسے مسائل کا حل تلاش کر رہے ہیں۔

(۱) بولنے یا تقریر کا کسے حق حاصل ہے ؟

(۲) جلسوں اور مذاکرات میں تقابلیہ

کاکیا معیار چاہیے

(۳) صفائی کن حرکات کے تحت آواز بلند

(۴) یزدانی نہایت کم اقدار کی حامل ہو!

تقریباً ایک ہزار سال پہلے ایک مرد حقیقت میں نے اسلام کی لازوال اقدار کی روشنی میں صرف ایک جملے میں حل کر دیا کہ بولنے کی شرط یہ ہے کہ سوائے حق کے کوئی اور بات نہ کہے۔

اور خاموشی کی شرط یہ ہے کہ باطل پر خاموش نہ رہے۔

ذیل میں حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب سے ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے۔ علم جملہ اطفال کا ایک شہ پارہ ہے۔ اور جس کی اہمیت و افادیت کج بھی ایسی طرح قائم ہے جیسی کہ آج سے ہزار برس پہلے بھی ہے۔

اَوَّلَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي اَوَّلَادُ كُو بَزَرُگِي عَلَی
خُرَاشِي سِي (مفسرین کے قول کے مطابق) عطا کرنا
لفظ کَرَمَنَہ کا مطلب گویائی عطا کرنا
ہے۔ نیں جس قدر گویائی حق تعالیٰ کی طرف
سے بندہ کے لئے ایک بڑی نعمت
ہے اسی قدر اس کی خُرَاشِي بھی بہت
بڑی ہے۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
سے فرمایا ہے اَخْوَفُ مَا كَلَّمَكَ عَلٰی
اَمْرٍ اَنْ تَسْأَلَہُ دَوَّہَ چَرِّ جَسَدٍ كِي نسبت میں
اُمّت کے بارے میں سب چیزوں سے
زیادہ دُشْمَن ہوں دَوَّہ زبان ہے، الخُفَّ کلام
شُرَاب کی طرح ہے کہ جو عقل کو مست کر
دیتی ہے اور آدمی جب اس کے پینے میں
پڑ جاتا ہے تو اس سے باہر نہیں نکل
سکتا۔ اور چاہے آپ کو اس سے روک
نہیں سکتا۔ اس لیے آپ کی طریقت کو
معلوم ہو گیا کہ لبرنا ایک آفت
ہے تو انھوں نے سواشے حضور

اللہ تعالیٰ فرمائیے وَمَنْ أَحْسَنُ
قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعِلْمًا
بِأَحْسَنِ بَاتِمْ اس شخص سے کہہ کر کون
بچا ہے جس نے اللہ کی طرف دعوت دی
اور نیک عمل کیا،
بِز فرمائیے قَوْلًا مَعْرُوفًا دیک بات
بہن چاہیے، بِز فرمائیے قَوْلًا آمَنًا زبان کو
بہر کر ہم ایمان لائے، جاننا چاہیے۔ کہ
حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو
نیک اور اچھے کام کرنے کا اسی
روح حکم دیا ہے جس طرح کہ اس کی
بجائت کہ اقرار کرنا، اس کی صفت و
تکنا، اور خلقت کو اس کی درگاہ کی
رف بلنا اور گواہی حق تعالیٰ کی طرف
سے زندہ کے لئے ایک بہت بڑی اور
عاری نعمت ہے اور آدمی اسی کی وجہ
وہی چیزوں سے ممتاز ہے اللہ تعالیٰ
فرمائیے وَكَذَلِكَ كَرَّمْنَا نَبِيَّكُمْ

[illegible]

تو بوسے سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جاننے
کرنا غیر کو خبر دینے کے لئے ہے اور حق
جل جلالہ حالات کے بیان کرنے سے بے
نیاز ہے۔ اور اس کے سوائے اور کوئی
اس لائق نہیں ہے۔ جس سے مشغول رہتا
لام ہو۔ حضرت جلیل رحمۃ اللہ کے قول
سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ انھوں نے
فرمایا ہے۔ مَنْ عَزَّ اللَّهُ كُلَّ يَسَّاتٍ جَسَّ
لے خدا کو دل سے پہچان لیا اس کی زبان
گنگ ہو گئی۔ کیونکہ مشاہیر میں بیان کرنا
حجاب معلوم رہتا ہے اور حضرت شبلی
رحمۃ اللہ سے متعلق روایت ہے کہ ایک
دفعہ آپ حضرت جلیل رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس
میں بیک ایک اُٹھے اور باؤز بلند نعرہ
فک کرکھا۔ یا مردی داسے میری مراد، اور
اس لفظ سے اشارہ حق تعالیٰ کی طرف
کیا۔ تو حضرت جلیل رحمۃ اللہ نے فرمایا۔ اے
(بوکر) اگر تیرا مقصد اس سے حق تعالیٰ
ہے تو تھیں باؤز بلند یہ نعرہ کیوں لگایا۔
کیونکہ وہ اس سے بے نیاز ہے۔ اور اگر
تیرا مقصد وہ نہیں تو تھیں حکایت کیوں
کیا؟ کیونکہ حق تعالیٰ تیری جانب سے
شبلی رحمۃ اللہ نے اسے قبل سے توہ کی۔
اور وہ گدھے جو کلام کو خاموشی پر فضیلت
دیتا ہے۔ کہتے ہیں اسے احوال کے
بیان کرنے کا حق تعالیٰ کی طرف
سے نہیں حکم ہے۔ تاکہ دو حملے
حقیقت پر قائم ہو۔ کیونکہ اگر کوئی شخص
ہزار سال اپنے دل سے اور یاہن سے
عارف الہی ہو۔ اور کوئی ضرورت اس کو
دوسرے والی نہ ہو تو جب تک معرفت
کے ساتھ افراد نہ کرے اس کا حکم کافروں
کا سا ہوگا۔ اور خداوند تعالیٰ نے سب
مسلمانوں کو اس کی تعمیل اور نواہات
پر شکر اور حمد و ثنا کا حکم دیا ہے
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
وَلَمَّا نَبَّحْنَا بِكَ الْفَاسِقِينَ

اپنے رب کی نعمت بیان کر، اور اس کی نعمتوں پر شکر اور حمد و ثنا کلام ہی ہے میں ہمارا دلنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل و تعظیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَذْعُوْنَ اَسْتَجِبْ لَكُمْ رُجْعِي بکارو۔ میں تمہاری بکار کو قبول کر دوں گا، اور نیز فرمایا ہے۔ اَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَاكَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ جب وہ تجھے بکار کا جواب دیتا ہوں۔ جب وہ تجھے بکار کا ہے، اور ایسے ہی بے شمار آیتیں ہیں جو

ہیں بولنے کا حکم دیتی ہیں۔ ایک شیخ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے حال کو میان نہیں کر سکتا اس کو صیغ حال ہی نصیب نہیں ہوتا۔ کیونکہ تیرے حال کو میان کرنے والا خود تیرا حال ہی ہے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

یَسَاتُ الْحَالِ أَنْفَعُ مِنْ لِسَانِ
وَصَحْبِي عَنْ شَوْلِي تَجَنَّبِي
(حال کی زبان میرے جسم کی زبان سے
زیادہ فصیح ہے۔ اور میری خاموشی میرے
سوال کی ترجمان ہے) اور میں نے حکایت
میں پڑھا ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر رضی
رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے محلہ کرخ میں جا
رہے تھے۔ اس اثنا میں آپ نے طریقت
کے مدعوں میں سے ایک شخص کو دیکھا
جو کہ مَا تَعَا السُّكُوتَ خَيْرَ مِنَ الْكَلَامِ
فَقَالَ يَسْتَبِيحُ سَكُوتَكَ سَكُوتَكَ خَيْرٌ مِنْ كَلَامِكَ
لَا تَكَلِّمْ سَكُوتًا وَتَسْكُوتُ هَلْ ذَكَرَ
خَيْرَ حِينَ سَكُوتِي لَا تَسْكُوتُ حِينَ
كَلَامِي عَلَيَّ (خاموشی کلام کرنے سے بہتر ہے۔
یہ سن کر حضرت نبی رحمۃ اللہ نے فرمایا۔ تیرا
خاموش رہنا تیرے کلام کرنے سے بہتر ہے
کیونکہ تیرا کلام فضول اور خاموشی بے عمدہ ہے
اور میرا کلام کر خاموش رہنے سے بہتر ہے
کیونکہ میری خاموشی برہمائی ہے۔ اور میرا کلام
علم ہے، مطلب یہ کہ اگر میں نہ بولوں
تو اس کی وجہ میرا علم ہے اور اگر
بولوں تو اس کی وجہ میرا علم ہے۔
جب کچھ ہمیں بولنا تو حکم ہوتا ہوں۔ اور
جب بولنا ہوں تو حکم۔ اور میں علی بن عثمان
جلالیؒ اپنی بولن کو کلام بھی دو قسم کا ہوتا
کہا۔ ایک سکوت بھی دو قسم کا۔ ایک طرح
تو حق رہتا ہے۔ دوسرا باطل۔ اور ایک طرح
کی سکوت تو مقصود کے حاصل ہونے
کی وجہ سے ہے۔ اور دوسرا سکوت غفلت
کی وجہ۔

میں بولنے اور خاموشی رہنے کے وقت ہر ایک شخص کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے۔ اگر اس کا کام حق ہے تو اس کا بولنا خاموشی سے بہتر ہے۔ اور اگر باطل ہو تو اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے۔ اور اگر اس کی خاموشی محاب غفلت کی وجہ سے ہے تو اس کا بولنا خاموشی سے بہت بہتر ہے۔ اور اگر حصولِ مقصد کے سبب سے ہے تو اس کی

خاموشی بولنے سے بہتر خواص یہ کہ اور پہلا
کا ایک گروہ جنہوں نے چند فضائل اور عجائبات
نصائی کی ہیں اور گھومنی سے غالی جارحی
سائنے دکھائی ہیں وہ کہتے ہیں کہ سہارا ہوتا
خاموشی سے بہتر ہے اور جابلوں کا ایک
گروہ جو انتہائی بہالت کے باعث متاثرہ
کو کہیں سے تیز نہیں کر سکتے کہتے ہیں
خاموشی بولنے سے بہتر ہے۔ اور یہ دونوں
ایک دوسرے کی مانند ہیں۔ پس کسی کو
بولنے میں اور کسی کو خاموش رہنے میں
لَا مَن لَّظَنَ اَصَابَ اَذْ غَلَطَ وَمَن لَّظَنَ
عَجَمَ مَن لَّظَنَ اَصَابَ (سنو جو خود بولتا ہے
وہ یا تو صیح بولتا ہے یا غلط۔ لیکن جس
کو نقصاؤں سے بچنا ہے۔ وہ خاموشی سے
محفوظ رہتا ہے، چنانچہ شیطان لعین خود
بولتا اور یوں کہا اَنَا خَيْرٌ مِّنْكَ اَمِنْ اَمَمْ
علیہ السلام سے بہتر ہوں) اور آدم علیہ
السلام کو اللہ تعالیٰ نے بولنے کا حکم دیا
تو اب نے کہا رَبِّمَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا (اے
پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا،
پس طریقت کی طرف وقت دینے والے
اپنے بولنے میں مامور اور مجبور ہیں۔ اور
خاموشی میں متذکرین اور بے بس ہوتے ہیں
مَنْ كَانَتْ سَكُونَتُهُ حَيَاةً كَانَ كَلَامُهُ
حَيَوٰةً (جس کی خاموشی حیا کی کی ہو
سے ہے۔ اس کا کلام دلوں کے لئے
حیا بخش ہے) اس لئے کہ ان کا کلام
دیوار الہی کی وجہ سے جتنا ہے۔ اور کلام
دیوار الہی کے بغیر ان کے نزدیک ذلیل
و حار ہے۔ اور جب وہ بارش ہوتے
ہیں تو نہ کہنے کو کہتے سے زیادہ بلند کرتے
ہیں۔ اور جب مہوش اور اپنے سے غائب
ہوتے ہیں تو لوگ ان کے قول کو اپنی جان
پر لکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بزرگ
رسمہ اللہ علیہ لے فرمایا ہے۔ مَنْ كَانَتْ
سَكُونَتُهُ لُحْدًا ذَهَبًا كَانَ كَلَامُهُ بَعْدَ بَرٍّ
مَدَنِيًّا۔ جس کی خاموشی خود اس کے
لئے سونا ہوتی ہے۔ اس کا کلام بغیر کے
لئے سونا بنانے والی کیمیا جتنا ہے۔ جس
پائے کے طالب حق اس زبان کی جو بندگان
میں لگی ہوئی ہے۔ خاموشی کر دے۔ یہاں
تک کہ وہ زبان جو رابیت الہی کے افق
میں گویا ہے۔ بولنے والی ہو جائے اس
کا بیان مردوں کے خفا کر دے والا۔
اور کلام کے ادب بے میں کہ
بے امر الہی کے نہ بولنے اور سواے
(باقی صفحہ ۱۸ پر)

حجۃ الوداع کی مناسبت پر

اسلام

ایک عالمگیر قوت کی حیثیت سے

تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ اُسے برہادی سے بچایا جا سکتا ہے۔

اس فلسفے کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اسلام کی دعوت ساری انسانیت کے لیے ہے۔ وہ انسانوں میں کسی قسم کی تفریق نہیں کرتا۔ انسان ہونے کی حیثیت سے سب کا درجہ برابر ہے۔ اس لئے امام صاحب نے جس فلسفے کو پیش فرمایا ہے۔ اس کی بنیاد بھی ساری انسانیت پر ہے اور اسی نقطہ نگاہ سے مسائل حل کیے ہیں اسلام کے علاوہ دوسرے فلسفوں میں یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔ وہ ایک ملک اور ایک قوم کی سطح سے بلند نہیں ہوتے اور سب کی تشری اور بھلائی نہیں چاہتے۔

۲۔ اسلام نہ صرف سارے انسانوں کو برابر سمجھتا ہے بلکہ ساری انسانیت کو کائنات کے ذہنی نظام میں ایک بلند مقام عطا کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ کائنات کا سارا نظام انسانیت کی خدمت کے لئے ہے اور انسانیت اس کائنات کے خالق و مالک کی بندگی کیلئے ہے یعنی اُسے اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار بن کر رہنا چاہیئے۔ اس طرح وہ انسانیت کی صحیح رہنمائی کرتا ہے اور اسے اپنی پیدائش کی غرض و غایت سمجھاتا اور اس کے لئے ترقی کی راہیں کھولتا ہے۔

۳۔ موجودہ دور میں جو مادہ پرستی کا فلسفہ پیدا ہوا اور خالق کائنات کا انکار کیا گیا ہے تو یہ انسانیت کے مقام کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ امام ولی اللہ دہلوی نے علی طور پر مادہ پرستی کو غلط ثابت کیا ہے مادہ پرست صرف مادیات پر نظر کرتے ہیں لیکن امام صاحب مادیات کے نظام کو اس کا صحیح متناظر دینے کے بعد اس سے آگے غیر مادیات کی طرف بھی رہنمائی کرتے ہیں۔ کیونکہ مادے کی بنیاد اصل میں غیر مادی قوت پر ہے۔ اسے موجودہ سائنس دانوں کی تسلیم کر چکی ہے۔ مادہ اور غیر مادہ کا آپس میں تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جان میں روح اور مادہ دونوں کی کرامت کرتے ہیں اور روح مادے سے کام لیتی ہے۔ اگر ان دونوں کے

موجودہ دور نے کچھ ایسے مسئلے پیدا کر دیئے ہیں جو پہلے موجود نہ تھے۔ یہ علم حجت

SCIENCE & PHILOSOPHY

کا دور ہے۔ جس کا آغاز اٹھارہویں صدی کی ابتداء سے ہوا۔ اس دور میں مشین ایجاد ہوئی اور باقہ کے بجائے مشینوں سے کام لیا جانے لگا۔ اس کے دو نتیجے نکلے۔ ایک تو سرمایہ دار طبقہ کارخانوں کا مالک بن کر نفس افروز کرنے لگا۔ اور بہت زیادہ مالدار ہو گیا۔ اور کارگر طبقہ بے آزارہ کر کارخانے دار کا محتاج بن گیا اور معنوی آہستہ پالنے کی وجہ سے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنے لگا۔ دوسرے یہ کہ کام مل جل کر ہونے لگا اور ہزاروں مزدور لاکھوں مل کر کام کرنے لگے۔ اس طرح بلقائے کشمکش پیدا ہوئی۔ جس نے کوبرہ و پیچیدہ مسئلے پیدا کر دیئے۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے کتاب و سنت سے رہنمائی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ جب کبھی دنیا میں سے دور کا آغاز ہوا اور نئے مسائل پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایسے بندے پیدا کر دیئے جن کے ذریعے سے اس دور کی رہنمائی کی گئی۔ اور مسائل حل کئے گئے چنانچہ اٹھارہویں صدی سے یہ نیا دور شروع ہوتا ہے۔ تو اسی وقت اللہ تعالیٰ عظیم الامت امام ولی اللہ دہلوی کو پیدا کرتا ہے۔ انہیں اس دور کا امام بنایا جاتا ہے اور وہ اس دور کے مسائل حل کرنے کے لئے کتاب و سنت کی روشنی میں ایک فلسفہ مدون کرتے ہیں۔ جسے فلسفہ دلی الہی کہا جاتا ہے۔ یہ فلسفہ قرآن حکیم۔ حدیث۔ فقہ۔ تاریخ۔ تصوف۔ معاشیات۔ اجتماعیات اور اخلاقیات کی ایسی تشبیہ کرتا ہے۔ جسے اختیار کر کے اسلام کو ایک عظیم الشان عالمگیر قوت (WORLD FORCE) کی شکل دی جا سکتی ہے۔ اس فلسفے کے ذریعے سے سرمایہ داری اور اشتراکیت کے فتنوں کو شکست دی جا سکتی ہے اور دنیا جو ایک خوفناک بحران (CRISIS) میں مبتلا ہے اور نہایت تیزی کے ساتھ

درمیان کوئی رشتہ تسلیم نہ کیا جائے تو دور اور مادے کا جوڑ ایک معدن بن جاتا ہے۔ امام صاحب نے اسلامی نظریہ کی تشبیہ کرتے ہوئے مادے اور غیر مادے کا تعلق علمی طور پر سمجھایا ہے اور بتایا ہے کہ دونوں کی اصل ایک ہے اور ان کا منبع وجود ایک ہے۔ یعنی ذات باری تعالیٰ اس لئے ایک اصل کی دو شاخیں ہونے کی وجہ سے اس میں تعلق رکھتے ہیں۔

جیسے امیر بتایا جا چکا ہے مشین ایجاد ہو جانے سے کچی مٹے مسکنے پیدا ہوئے۔ مثلاً کچی کے آگے مزدور بن گئے اور کارخانے دار آئی جموری سے نا جائز فائدہ اٹھانے لگے۔ اس لئے سرمایہ داری پیدا ہوئی۔ پیدوار کی کبھی کثرت آمدنی سے فقہ و اقتصادیات میں تحولات پیدا ہوئے۔ جس کا آسانی معاشرت اور اخلاق پر بڑا اثر پڑا امام صاحب نے خلافت راشدہ کے زمانے کے نظام کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے فلسفہ کے بنیاد پر مشین دور کے تمام مسائل حل کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور سرمایہ داری کو مثلاً کرامتد ماضی اور معاشرتی نظام قائم کر سکتا ہے اور اخلاق انسانی کو برہادی سے بچا سکتا ہے۔

۵۔ قرآن حکیم کا سیاسی نظام کسی قبیلے قوم یا ملک کے لئے نہیں بلکہ وہ دنیا کی تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے ہے۔ اس لئے اس میں ایسی وصیت موجود ہے جو کسی دستبرداری نظام میں موجود نہیں۔ یہ چونکہ اجتماعیت کا دور ہے اور قوموں اور ملکوں کے دوسرے مل بھی ہیں اس لئے اس دور میں قرآن حکیم کی کامیابی ضرور ہو سکتا ہے جس کی بنیاد صدق اور عدل پر ہے امام صاحب نے اپنے فلسفے میں جو قرآنی سیاسی نظام پیش کیا ہے۔ وہ اب جگہ دنیا سے بادشاہت اٹھ چکی ہے اس اجتماعیت دور کو بھی کامیابی کے ساتھ چلا سکتا ہے۔

۶۔ امام صاحب نے بتایا ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم چونکہ سرسرا جاتی ہے۔ اس لئے اس کا نظام اخلاق بھی اجتماعی ہے۔ وہ ایسا نہیں کہ با اخلاق انسانوں کو اجتماعیت سے الگ کر دے اور بد اخلاق لوگوں کو اجتماعیت سے مسلط ہو جانے کا موقع دے تاکہ وہ جیسے جہاں نظر روا رکھیں۔ ایسا نظام اخلاق و لغت جو سماجی کے اعلیٰ انسانوں کو اجتماعیت سے الگ کر دے قرآن حکیم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ موجودہ نظام کی خرابی کا باعث بھی یہی امر ہے کہ غلط نظام اخلاق و لغت کے باعث دنیا پرست لوگوں کے فیض میں چلا گیا امام صاحب کے نزدیک با اخلاق شخص وہ نہیں بلکہ وہی طور پر اچھا ہے۔ بلکہ وہ ہوا ہے کہ انسانوں میں اچھا ہے

کسی کا انفرادی طور پر اچھا یا بُرا ہونا کوئی زیادہ معنی نہیں رکھتا۔ وہ فرماتے ہیں کہ سب (فلاح) خراب ہو جائے تو اعلیٰ انسانوں کا فرض ہے کہ وہ جماعت تیار کر کے فلاح کی قربانی کے خلاف جہاد کریں اور اس کی اصلاح کرنی پڑے گی اس کے لئے جنگ کرنی پڑے گی۔ نہ کہ تکرارہ کش ہو کر بیٹھ جائیں۔

۷۔ چونکہ قرآن کی دعوت ساری انسانیت کے لئے ہے اور وہ ایک ایسا عالمگیر اجتماع پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جس میں مسیح خدا پرستی اور معاشی و سیاسی عدل ہو۔ اس لئے وہ ہر قوم کو اس بلند منہار پر لے جانا چاہتا ہے جہاں پہنچ کر تمام قومیں اس عالمگیر اجتماعی رنگ میں رنگی جائیں۔ گویا قرآنی اجتماع قضاہی اور شغلی حیثیت سے بد شروع ہو کر قومیت کی منزل سے گذر کر بین الاقوامیت پر ختم ہوتا ہے۔

اس اجتماع کے لئے ایک فکر ایک قومی لائحہ عمل ایک بین الاقوامی دعوت اور ایک عالمگیر فلسفے کی ضرورت ہے۔ امام صاحب بتاتے ہیں کہ قرآن حکیم سے سب کچھ پیش کرتا ہے۔ وہ فرد کو انفرادی اور اجتماعی حسیات سکھاتا ہے اور اجتماع کو بلند ترین انسانیت کا درس دیتا ہے۔

۸۔ بینک انسانیت کی سبھی منزل میں الاقوامیت ہے اور ہر قوم کو بین الاقوامیت کا ایک جز بنانا ہے۔ اور اپنی قوم کی تھوڑی جوتی ہے جو بین الاقوامی پیمائے پر چڑھی ہو جیسے فرد وہ اچھا ہے جو اپنے خاندان میں اچھا ہے۔ لیکن اس راستے کی ایک منزل قومیت جی ہے۔ قرآن قومیت کا انکار نہیں کرتا ہر قوم کو بین الاقوامیت کا جز بننے سے پہلے قومی طور پر ترقی کرنا ضروری ہے۔ ورنہ وہ بین الاقوامیت کا جز نہیں بن سکتی جیسے فرد ذاتی اصلاح ہی کے بعد جماعت کا جز بن سکتا ہے۔ مگر یہ قومیت آخری منزل نہیں اس لئے ایسے قومی رجحانات جو بین الاقوامیت کے خلاف ہوں۔ اسلام کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ امام صاحب کا فلسفہ اسی اصول پر مبنی ہے اور قومیت اور بین الاقوامیت کی ایسی تشریح کرتا ہے۔ جسے ترقی یافتہ انسانیت اپنی مزید ترقی کا ذریعہ بنا سکتی ہے۔

۹۔ جیسے اوپر دکھایا جا چکا ہے اسلام تمام قوموں کو ایک مرکز پر جمع کرنا چاہتا ہے۔ اور ساری انسانیت کے اندر اتحاد پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اسلام کے سوا کسی اور عقیدہ میں یہ جان نہیں کہ ساری انسانیت کو متحد کر کے اسلام کی اس خصوصیت کی

بنا پر امام صاحب ایسا فلسفہ پیش کرتے ہیں جو عالمگیر اتحاد انسانیت کی بنیاد بن سکتا ہے۔

۱۰۔ جب تک ساری انسانیت اسلام کو قبول نہیں کر لیتی۔ اس وقت تک انسانیت کے اتحاد کا مطلب یہ نہیں کہ ملت اسلامیہ اپنی خودی ختم کر دے۔

اور اپنی خصوصیات کھو بیٹھے۔ جیسے مرد جب جماعت کا ممبر بن جاتا ہے تو اسکی انفرادیت فنا نہیں ہو جاتی۔ ایسی جماعت جس میں فرد کی انفرادیت ختم ہو جائے۔ امام صاحب کے نزدیک توڑ دینے کے لائق ہے۔ اس لئے ساری انسانیت کے اندر ملت اسلامیہ کی خودی قائم رہے گی۔ چنانچہ امام صاحب کا فلسفہ اتحاد انسانیت کے اندر ملت اسلامیہ کی خودی قائم رکھنا ہے۔ اور ساری انسانیت کا جز بننے پر اس کی خودی کو نقصان پہنچے نہیں دینا۔ اصل بات یہ ہے کہ امام ولی اللہ دہلوی

مشین بنائی TECHNOLOGICAL دور SOCIALISTIC AGE کے آغاز میں پیدا ہوئے اور آپ ہی کو

اس دور کا امام بنایا گیا اور ان کے ذریعے سے اس دور کے مسائل حل کرنے کے لئے فلسفہ خیریت دیا گیا۔ یہ بربریت اپنی کے ایک خاص کرشمے کا طور ہے۔ جیسے اس سے پہلے زانوں کی ضرورتوں کی خاطر بربریت اپنی کے کرشمے مختلف برگڑ سٹیوں کی صورت میں ظاہر ہوتے رہے۔

امام صاحب نے اپنے فلسفے کی بنیاد براہ راست خیراتوں کی تعلیمات اور عملیات پر رکھی ہے اور اس کے ذریعہ سے قرآن حکیم حدیث۔ فقہ۔ تاریخ۔ تصوف معاشیات اور اخلاقیات کی ایسی انقلابی اور اجتماعی تشریح کی ہے۔ جسے اختیار کر کے اسلام ایک عظیم انشان عالمگیر قوت (WORLD FORCE) بن سکتا ہے۔ اور سرمایہ داری اور اشتراکیت کے فلسفوں کو شکست دے سکتا ہے۔



ہمارے اصحاب علم و فہم کا فرض ہے کہ وہ اس خاص فنی کا مطالعہ کریں اور اسکی روشنی میں پاکستان کی ترقی و ترقی کے لئے کوشش کریں *

بقیہ - اداسیہ

صفحہ ۳۲ سے ۴۱

اس شعر میں علامہ مرحوم نے قیوں کے عروج و زوال کا قانون بیان کر کے ہماری تہائی کی ہے۔ پہلے تو قیوں عمت، جنگشکی اور جہاد سے اپنا بلند مقام پیدا کر لیتی ہیں اور اس کے بعد رنگ و رنگ میں کھو کر تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ رنگ قدر انھوں کا مقام ہے کہ پاکستان کے مسلمان کو ایک طرف محنت اور مشقت کے وعظ سنائے جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کو نقص و سرود کی تقسیم دے کر غفلت کی تیند سلایا جا رہا ہے۔ ہمیں اپنی فوجی حکمت سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ پاکستانی مسلمانوں میں جہاد کی سپرٹ پیدا کرنے کی بجائے انھیں توسیعی اور مصروفی کی تربیت دے کر تباہی کی طرف لے جائیں کتاب دست کی رو سے گناہانا نقص و سرودب حرام ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ ضرور ہی میری امت کے لوگوں کے دربارہ آلات ابو راجع طہورہ سازگی طہورہ وغیرہ، جائے جائیں گے۔ اور گانے دانی عورتیں ان کے سامنے گائیں گی۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ زمین میں غرق کر دے گا۔ اور ان میں سے بعض کو بند اور خنزیر بنادے گا۔

ایک مسلمان کے لئے یہی وعدہ اس گناہ سے توبہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ گیمام ابید رکھیں کہ ہماری فوجی حکومت نقص و سرود کی سرپرستی اور اس پر قوی دولت کی بروادی سے آمندہ اجتناب کرے گی

مکتبہ اسلامیہ البلاغ

خط کار بلاغت
وقت اپنا قیادت
اور خیر جاری بنیاد
کھین

خوشنام علی قرآن مجید ترجمہ و تفسیر
ترجمہ از شیخ عبداللہ مولانا محمود الحسن
تفسیر از شیخ الاسلام علامہ شہید احمد رضا
نشر: مکتبہ لیبائی زانشرن قرآن مجید احمد لاہور

دنیا..... یا آخرت؟

فوتے ہیں کہ تمام نوعین اور احمد اسی پاک ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے دوستوں کو دنیا کے جہلکات اور اس کی آفات سے واقف کر دیا اور دنیا کے عیوب اور اس کے مازوں کو اپنے دوستوں پر روشن کر دیا۔ یہاں تک کہ ان حضرات نے دنیا کے احوال کو پہچان لیا اور اس کی بھلائی اور برائی کا موازنہ کر کے یہ جان لیا کہ اس کی برائیاں اس کی بھلائی پر غالب ہیں۔ اور جو ائمہ دین دنیا سے وابستہ ہیں وہ ان اندیشہ ناک چیریزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جو اس پر مرتب ہیں۔ دنیا ایک جاذبِ نظر عورت کی طرح سے لوگوں کو اپنے حسن و جمال سے گرفتار کرتی ہے اور اپنی بدکرداری سے اپنے وصال کے خواہشمندوں کو ہلاک کرتی ہے، یہ اپنے چاہنے والوں سے بھاتی ہے۔ ان کی طرف توجہ کرنے میں بڑی تخیل ہے اور اگر متوجہ بھی جوتی ہے تو اس کی توجہ میں بھی اکت اور مصیبت سے اس نہیں ہے۔ اگر ایک دفعہ احسان کرتی ہے تو ایک سال تک برائیاں کرتی رہتی ہے۔ جو اس کے چھوڑیں آجاتے۔ اس کا انجامِ ذلت ہے اور جو اس کے وجہ سے نکمہ کرتا ہے وہ آخر کار حسرت و افسوس کی طرف چلتا ہے۔ اس کی عادت اپنے عشاق سے بھٹکانے اور جو اس سے بھٹکے اس کے پیچھے بٹانے ہے جو اس کی خدمت کرنے اس سے علیحدہ رہتی ہے اور جو اس سے ملنے کرے اس کی ملاقات کی کوشش کرتی ہے۔ اس کی صفائی میں بھی نکتہ ہے اس کی خوشی میں بھی رنج و غم لازم ہے۔ اس کی نعمتوں کا پھل حسرت و ندامت کے سوا کچھ نہیں۔ یہ بڑی دھوکہ دینے والی مکارِ گوشت ہے۔ بڑی بھگدڑی اور ایک دم گڑھالنے والی ہے۔ یہ اپنے چاہنے والوں کے لئے نہایت زہب و زینت اختیار کرتی ہے اور جب وہ اچھے طرح اس میں پھنس جاتے ہیں تو ندامت دکھانے لگتی ہے اور ان کے منظم احوال کو پریشان کر دیتی ہے اور اپنی برائی ان کو دکھاتی ہے۔ پھر اپنا زہر قاتل ان کو بھجواتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دشمن ہے، اسکے دوستوں کی دشمن ہے، اسکے دشمنوں کی دشمن ہے اللہ تعالیٰ کی دشمنی کی طرح کہ اس کو ہٹانے والوں کی مدد کرتی ہے اسکے دشمنوں کے ساتھ دشمنی میں طرح کرتی ہے کہ ان کے دشمنوں کے لئے اور لادتی ہے جس سے وہ اس طرح ملتہن ہو کر اسے قطعِ تعلق برصیکا کر دیتا ہے۔ اس میں اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی اس طرح کرتی ہے کہ اسے کدو بھرنے سے انکار کرتی ہے اور جب وہ کسی دھوکے پر چھوڑ دیتی ہے جس وقت کہ وہ اس کے محتاج ہو تو اس سے دائمی حسرت اور دائمی غائب میں مبتلا ہو جاتے ہیں

رہنے والی چیز ہے۔ تو حضرت ابن مسعود نے تلاوت کو بند کر کے فرمایا کہ بے شک ہم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے دی۔ سب حاضرین خاموش تھے۔ پھر دوبارہ فرمایا کہ ہم نے دنیا کو ترجیح دے دی۔ اس لئے کہ ہم نے اس کی زیب و زینت کو دیکھا۔ اس کی عورتوں کو دیکھا اور اس کے کھلنے سے کو دیکھا اور آخرت کی یہ سب چیزیں ہم سے مخفی تھیں، اس لئے دنیا کو ترجیح دے بیٹھے اور آخرت کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کا حکم اللہ کی ناراضی سے بندوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جب تک کہ دنیا کی تجارت کو آخرت کی تجارت پر ترجیح نہ دیں اور جب دنیا کی تجارت کو آخرت کی تجارت پر ترجیح دیتے ہیں تو پھر لا الہ الا اللہ کہیں تودہ حکم ان پر یہ کہہ کر لوٹا دیا جاتا ہے کہ تم بھول رہے ہو (یعنی تمہارا اقرار چھوڑا ہے محض ثباتی جمع خرچ ہے،

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ کی گواہی کے ساتھ اللہ جل شانہ سے ملتا ہے وہ دنیا، جنت میں داخل ہوتا ہے جب تک کہ اس کے ساتھ دوسری چیز کو غلط نہ کرے۔ تین فریق حضورؐ نے اپنا یہ ارشاد فرمایا۔ جمع میں سے ایک شخص نے عرض کیا میرے مال باپ آپ پر قرض اور دوسری چیز غلط کرنے کا کیا مطلب ہے؟ حضورؐ نے فرمایا دنیا کی محبت اور اس کی ترجیح اس کے لئے مال کا جمع کرنا اور دنیا کی چیزوں سے خوف نہنا اور شکر لوگوں کا سامل ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہیں اور دنیا اس شخص کا مال ہے جس کا آخرت میں مال نہیں اور دنیا کے لئے وہ شخص مال جمع کرتا ہے جس کو بالکل غفلت نہیں ہے۔ (درمستند) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ دنیا خود ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب ملعون ہے۔ بجز اس کے جو حق تعالیٰ شانہ کے لئے بنو۔ (جامع الصغیر)

امام غزالیؒ مدّتِ دنیا کی کتاب میں تحفہ

فقہہ ابوالثبت نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت لقمان کا انتقال ہوتا تھا تو انھوں نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ بیٹا میں نے تم کو اپنی زندگی میں بہت سی نصیحتیں کیں اب (آخری وقت ہے) چھ نصیحتیں تم کو کرتا ہوں (۱) دنیا میں اپنے آپ کو فقط اتنا ہی مشغول رکھنا جتنی زندگی باقی ہے (اور وہ آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں) (۲) حق تعالیٰ شانہ کی طرف جتنی تمھیں احتیاج ہے اتنی ہی اس کی عبادت کرنا (اور ظاہر ہے کہ آدمی ہر چیز میں اس کا محتاج ہے) (۳) آخرت کے لئے اس مقدار کے موافق تیاری کرنا جتنی مقدار دہاں قیام کا ارادہ ہو (اور ظاہر ہے کہ مرلے کے بعد تو وہاں کے علاوہ کوئی مقام ہی نہیں) (۴) جب تک تمھیں جہنم سے خلاصی نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے خلاصی کی کوشش کرتے رہنا (ظاہر ہے کہ جب کوئی کسی سنگین مقدمہ میں ناخوذ ہو تو جب تک اس کو مقدمہ کے خارج ہو جانے کا یقین نہ ہو پھر وقت کوشش میں لگا رہتا ہے) (۵) گناہوں پر اتنی جرأت کرنا جتنا جہنم کی آگ میں پھلنے کا حوصلہ اور ہمت ہو (کہ گناہوں کی مٹا ضابطہ کی چیز ہے اور مراحم خسروانہ کی خبر نہیں) (۶) جب کوئی گناہ کرنا چاہو ایسی جگہ تلاش کر لینا جہاں حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے نہ دیکھیں کہ خود حاکم کے سامنے آئی ہوئی کے غم کے سامنے بغاوت کا انجام معلوم ہے) (تنبیہ المفلکین)

جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے عرفہ گفٹی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے سنیجہ اشعرؓ اپنے کی درخواست کی۔ انھوں نے پڑھنا شروع کیا اور جب بل تکتوں (الحیوة الدنیاہ الاخیرۃ خیر و اعلیٰ) پڑھنے میں کا شاعر یہ ہے کہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت زیادہ بہتر اور ہمیشہ



ہی مگر جانتے ہیں۔
پیارے بچو اس مجری عادت سے فوہ
توبہ کرنی چاہیے۔ ورنہ اس دنیا میں
ذلیل اور بدنام ہو گے۔ اور آخرت
میں خدا کے عذاب کے مستحق۔

عقائد متعلقہ ذاتِ صفاتِ باری تعالیٰ

اللہ ایک ہے۔ وہی تمام جہان کا
خالق و مالک ہے۔ کوئی اس کا شریک
وہم نہیں اور نہ اس کی اولاد ہے
نہ کسی سے رشتہ ناما۔ نہ اس کی ابتدا
ہے نہ انتہا۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ
رہے گا۔ رنگ و بو اور جسم اور جسمانی
اور سے پاک اور فنوہ ہے۔ نہ سوتا
ہے نہ غافل ہوتا ہے۔ تمام عیب سے
پاک ہے۔ دیکھتا ہے۔ سنتا ہے اور
کام کرتا ہے۔ بے انتہا قدرت والا
ہے۔ عالم کی تمام بڑی چھٹی مخلوقوں
کے حکم کے ماتحت ہے۔ ہماری زندگی
بیماری زندگی، موت، رزق اور اولاد
سب اسی کی بخشش ہے اور اسی کے
قبضہ قدرت میں ہے۔ ذرے ذرے
کا اس کو علم ہے۔ کوئی چیز اس سے
پیشہ اور مخفی نہیں ہے۔ دلوں کے
حسید، دریا کی تہ کی چیزیں سب اس
کے سامنے ہیں۔ جو چاہے وہ کرے
ہے کوئی اسے روکنے والا نہیں۔
اس کے ارادے اور قدرت سے تمام
چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ عالم الغیب
صرف اسی کی ذات ہے۔ اس صفت
میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ کسی
کا زور اس پر نہیں چلتا۔ وہ سب
سے اعلیٰ طاقت اور قدرت والا ہے۔
بندوں کی حاجتیں اور مرادیں پوری
کرنے کی صرف اسی میں قدرت ہے۔
(مکمل بیان)

عید قربان نمبر ۱۹۵۷ء

پسند کا یہاں موجود ہیں۔ ضرورت
اسباب آٹھ آٹھ آنے بذریعہ منی اکٹھ
یا ٹکٹ ڈاک بھجوا کر طلب فرمائیے۔
مقامات بہ صفحات

نیچر و صفت موزہ خدام الدین لاہور

آپ نے فرمایا کہ میرے پاس لانے
سے پہلے تم نے یہ طے کیوں نہ کر لیا
۱۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نماز کی حالت میں تھے کہ آپ کو
جنت و دوزخ کا نقشہ دیکھایا گیا۔
نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ
نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں اس
فحش کو بھی دیکھا ہے۔ جو آنکھوں سے
بھی ساریں کا مال پھرا لیتا تھا۔ جب
مالک ہوشیار ہو جاتا تو وہ کہتا تھا کہ
اتفاق سے یہ مال آگیا ہے اور اگر
غافل ہو جاتا تو چپکے سے یہ مال لے
جاتا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس
کو دوزخ میں دیکھا کہ اپنی آنکھیں کھینچا
دھرتا تھا۔ استغفر اللہ معمولی سی چوری کا
یہ حال ہے۔ جو بڑی بڑی چوریاں کرتی
ہیں۔ اہل کالیا ستر ہوگا۔

۲۔ عرب میں قبیلہ مخدوم کی ایک
عورت تھی۔ جو لوگوں سے چیزیں ادھا
لے کر منگو جاتی تھی۔ یہ قصہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش
ہوا۔ تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ
دینے کا حکم فرمایا۔ یہ عورت بڑے قبیلہ
کی تھی۔ بڑے بڑے لوگوں نے اس کی
منارش کی۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلی
قریش اس لئے تباہ ہوئیں کہ جب
معمولی طبقہ کے لوگ قصہ کرتے تو
اس کو سنائیں دیتیں اور اگر مری قصہ
کوئی بڑا کرتا تو چھوڑ دیتیں۔

خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیٹی خطہ بھی یہ کام کرتی۔ تو میں
ان کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ یہ مٹی اسلام
کی وہ شانیں ہیں نے مسادات کے حمل
کو اپنا کہ سارے عالم کو فہد اسلام سے
منور کر دیا۔

عزیز بچو! سکول یا مدرسے کے
بعض بچوں کی یہ بڑی عادت ہوتی ہے
کہ وہ ایک دوسرے کی چیزیں چھدی
چپے اٹھا لیتے ہیں اور پھر موقع بہ

والتَّائِبُ وَالْمُتَّابِعُ نَاقِلُونَ
اُنْزِلَ فِيهِمَا مَجْرَاءُ الْمَاءِ كَسَرٍ
تَكَالُفًا مِّنْ مَّاءٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ
(مائدہ ۶) ترجمہ۔ اور جو کوئی چور ہو
مرد یا عورت۔ اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو
مگر اُن کی گناہی کی، تنبیہ اللہ کی رحمت
سے اور اللہ سے زور اور حکمت والا
کسی کی دیکھی ہوئی چیز اس کی اجازت
کے بغیر چھپا کر لینے کی سب سے کینہ
حرکت کا نام چوری ہے اس کی پالی
کی وجہ صرف یہی نہیں کہ چور کسی کی
صفت سے کسے ہوئے مال بدنام باز
قبضہ کر کے اپنے قصوں میں لانا ہے
بلکہ اس کی منافقتی سے کسے ہوتے
مال کو بے دریغ اکارت کرتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ اس کی سزا بھی
سخت دینی گئی ہے جو بہت مذکور
میں درج ہے۔

چوری کا گناہ بھی بندہ اس لئے
کرتا ہے کہ وہ خدا کے حاضر و ناظر
ہونے پر یوہا لیتی نہیں کرتا۔ یا کہ
اُنک اس فعل مذوم کے ارتکاب کے
وقت اس کا یہ عقیدہ مانہ پڑ جاتا ہے
اسی لئے آخرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب چور چوری کرتا ہے
تو اس میں ایمان نہیں رہتا
اب ہم قہنیں نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے عہد مبارک کے تین چھوٹے
چھوٹے واقعات سناتے ہیں۔ جن میں
چوری کی سزا کا ذکر ہے۔

۱۔ ایک صحابی ایک چادر سرپائے
رکھ کر سو رہے تھے کہ ایک چور آیا
اور اچھت سے چادر کھینچ کر چل دیا
وہ چادر کر لایا گیا۔ تو صحابی نے سفارش
کی کہ یا رسول اللہ! میری یہ چادر
۳۷ دہم کی تھی۔ کیا ۳۷ دہم کے
بدلے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔
میں نے یہ چادر اس کو بیچ دی۔
اور اس کی قیمت اس کے فہرہ رہی۔

